رجسٹر نمبر ایل ۱۰۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نفعیت تعلیم تدریجی برائے عامہ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الهادی

نمبر ۴	بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۴ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و حادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ باوارۃ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دیوبند کتابیں ملتی ہیں ✤ نقد صد مہر ...

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود اُمۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ/ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائے گا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ/۱۲ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاک خانہ اضافہ کریگا۔ اور عہ/۱۲ کا وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے اونکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں۔ مگر اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک ہ

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اور دُعا مانگنے والے کی دُعا بہت ہی کم روکی جاتی ہے آذان کے وقت اور صف جہاد میں اور دوسرے لفظ یہ ہیں دو دُعائیں رد نہیں کیجاتیں آذان کے وقت اور جنگ کے وقت جب بعض بعض کے ساتھ بھڑتے ہیں اسکو ابوداؤد نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے نماز کے وقت فرمایا ہے بجائے اذان کے وقت کے اور اُنکی ایک روایت میں اسطرح ہے دو ساعت ہیں کہ کسی دُعا کرنے والے کی دعا اسپر رد نہیں کیجاتی جب نماز قائم ہوتی ہے اور صف فی سبیل اللہ یعنی جنگ میں اور اسکو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح بیان کیا ہے اور امام مالک نے موقوف روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعا قبول کیجاتی ہے پس جس کسی پر کوئی بیچینی یا مصیبت اُترے اسکو چاہیئے کہ مؤذن کا وقت تلاش کرتا رہے جب وہ اللہ اکبر کہے آپ بھی کہے اور جب کلمہ شہادت پڑھے آپ بھی پڑھے اور جب حی علے الصلوٰۃ کہے حی علے الصلوٰۃ کہے اور جب حی علی الفلاح کہے حی علے الفلاح کہے پھر کہے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الصادقۃ المستجابۃ المستجاب لہا دعوۃ الحق وکلمۃ التقوی احینا علیہا وابعثنا علیہا واجعلنا من خیار اھلھا احیاءً و امواتا۔ پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کرے اسکو حاکم نے روایت عفیر بن معدان سے بیان کیا ہے اور وہ واہی ہے پھر صحیح الاسناد بھی کہا ہے ترجمہ دعا اے اللہ اس ندار نام سچی مقبول کے صاحب جسپر حاضری دیجاتی ہے یلاوہ حق اور کلمہ تقوی ہے ہم کو اسپر زندہ رکھ اور اسی پر ہم کو مار اور اسی پر ہم کو پھر اُٹھا اور ہم کو اس کلمہ والوں کے بہترین میں سے فرما حالت زندگی میں اور حالت موت میں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مؤذن لوگ ہم سے بڑہ جاتے ہیں رسول اللہ علے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہنے لگو جیسا وہ کہتا ہے جب کہہ چکو تو مانگو دیے جاؤ گے اس کو ابوداؤد ونسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ضرورت کے موقعوں پر مسجدوں کے بنانے کی فضیلت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے جب حضرت نے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ بنایا تھا اور توسیع کی تھی تو کچھ آدمی کچھ باتیں بنانے لگے تو حضرت نے فرمایا تم لوگوں نے مجھپر بہت زیادہ گوئی کی اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جس شخص نے اللہ کے واسطے کوئی مسجد بنائی جس سے صرف ذات پاک پروردگار ہی طلب کرتا ہو اللہ تعالےٰ اوسکے لئے ایک گھر جنت میں بنا دینگے اور ایک روایت میں آیا ہے اللہ پاک اسی جیسا گھر جنت میں بنا دینگے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے قطاۃ کے گھونسلے کی برابر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اسکے واسطے جنت میں ایک گھر بنائیگا اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور انہیں کے الفاظ ہیں اور طبرانی نے صغیر میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس کسی نے اللہ کے واسطے کوئی مسجد بنائی کہ اوس میں ذکر کیا جائے اللہ اوسکے واسطے جنت میں ایک گھر بنا دیگا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے پانی کا کنواں کھودا جو کوئی گرم جگر والا اوس سے پانی پیئے گا جن ہو یا آدمی یا پرند ضرور اللہ پاک بروز قیامت اوسکا اجر دیگا اور جس نے مسجد بنائی مثل گھونسلے کے یا اوس سے بھی کم اللہ تعالےٰ اوسکے واسطے جنت میں مکان بنا دیگا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے صرف قصہ مسجد سند صحیح سے بیان کیا ہے اور امام احمد اور بزار نے حضرت ابن عباس کے واسطہ سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے مگر انھوں نے صرف گھونسلے کے انڈے کے واسطے بیان کیا ہے۔

۱۲۲

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی اللہ تعالےٰ اوسکے واسطے جنت میں اس مسجد سے زیادہ وسیع گھر بنادیگا اسکو امام احمد نے ضعیف اسناد سے بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن عملوں اور نیکیوں میں سے کہ انسان کو اوسکے مرنے کے بعد ملتی ہیں (یعنی اسکا ثواب پہنچتا رہتا ہے) ایک علم ہے کہ اسکو حاصل کیا اور اشاعت کی اور ایک نیک اولاد ہے کہ اسکو چھوڑ جائے یا قرآن شریف ہے کہ ورثہ میں چھوڑ جائے یا مسجد ہے کہ اسکو بنایا ہو یا سرائے ہے کہ مسافروں کے واسطے بنایا ہو یا نہر ہے کہ اسکو جاری کیا ہو یا صدقہ ہے کہ اسکو اپنے مال میں سے اپنی صحت اور زندگانی میں نکالا ہو اسکو اسکے مرنے کے بعد پہنچیگا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور لفظ انہیں کے ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے مگر ابن ماجہ کی سند اچھی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد کی صفائی اور پاکی اور خوشبودار کرنیکی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک کالی عورت مسجد شریف میں جھاڑو دیا کرتی تھی اُسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ دیکھا چند روز کے بعد دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کیا وہ تو مرگئی آپ نے فرمایا ہم کو کیوں نہیں خبر دی پھر اُسکی قبر پر تشریف لاکر نماز جنازہ پڑہی اسکو بخاری مسلم ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر انھوں نے فرمایا ہے کہ ایک عورت چیتھڑے اور تنکے مسجد کے اُٹھایا کرتی تھی اور یہی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہتے ہیں ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی اسنے رات کو وفات پائی جب صبح ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دیگئی فرمایا مجھکو کیوں نہیں خبر دی بس آپ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہوکر تکبیر کہی اور اسکے واسطے دعا کی پھر واپس ہوئے۔

اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت مسجد شریف سے کوڑا اٹھاتی تھی اُسنے انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں کیگئی اُسکے دفن کی تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا کوئی میت مرجایا کرے تو مجھکو اطلاع دیدیا کرو اور آپ نے اوسپر نماز پڑہی اور فرمایا میں نے اوسکو جنت میں دیکھا ہے بسبب مسجد کے کوڑا اٹھانے کے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے میری اُمت کے تمام اجر پیش کئے گئے یہانتک کہ وہ تنکا بھی جسکو کوئی آدمی مسجد سے نکالدے اور میری اُمت کے گناہ بھی میرے سامنے پیش کئے گئے میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ قرآن شریف کی کوئی سورۃ یا کوئی آیۃ کسی شخص کو عطا کی گئی اور پھر اسکو بھلادیا اسکو ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بواسطہ مطلب بن عبد اللہ بن حنطب حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایۃ کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو صرف اس طریق سے پہچانتے ہیں اور میں نے اسکو محمد بن اسمٰعیل بخاری سے بھی ذکر کیا تھا انھوں نے بھی اسکی معرفت ظاہر نہیں کی اور غریب سمجھا اور فرمایا کہ مطلب بن عبد اللہ کا کسی صحابی سے سماع مجھکو معلوم نہیں ہوا بجز اسکے اس قول کے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں جو شخص حاضر تہا اُس نے مجھسے حدیث بیان کی اور میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن کو بھی کہتے ہوئے سُنا ہے کہ مطلب کا سماع صحابہ میں سے کسی سے ہم نہیں جانتے اور عبد اللہ نے تو یہ بھی کہا کہ علی بن مدینی نے حضرت انس سے سماع مطلب کا انکار کیا ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ابوزرعہ نے کہا ہے کہ مطلب ثقہ ہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ انھوں نے عائشہ سے سُنا ہو اور باوجود اسکے اسکی سند میں عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد ہیں اور انکی ثقاہت میں خلاف ہے جو انشاء اللہ اخیر کتاب میں آئیگا۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسجد میں سے تکلیف دہ چیز کو نکالا خداوند تعالےٰ اوسکے واسطے جنت میں ایک گھر بنادیگا اسکو ابن ماجہ نے روایۃ کیا ہے اور اسکی سند میں حسن ہونے کا احتمال ہے

۱۲۴

اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم اپنے گھروں میں مسجدیں بنائیں نیز حکم فرمایا ہے کہ انکو صاف ستھرا رکھیں اسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح فرمایا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو گھروں میں مسجدیں بنانے اور انکے صاف رکھنے اور معطر رکھنے کا حکم فرمایا ہے اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایتہ کیا ہے اور امام ترمذی نے مرسل و مسند دونوں طریقہ پر بیان کیا ہے اور مرسل کو زیادہ صحیح کہا ہے

مسجد میں خاصکر قبلہ کیطرف تھوکنے اور گم شدہ اشیا کے تلاش کرنے کی ترہیب

۱۲۵ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھتے ہوئے مسجد کے قبلہ کی جانب میں ناک کی ریزش اچانک پڑی ہوئی دیکھی لوگوں پر آپ بہت خفا ہوئے پھر اسکو صاف کیا راوی کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کو خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ زعفران منگا کر اس جگہ لگادی اور فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو خدا عزوجل اسکے مُنہ کے سامنے ہوتا ہے پس سامنے کی طرف نہ تھوکنا چاہیئے اسکو بخاری مسلم ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور الفاظ ابو داؤد کے ہیں اور ابن ماجہ نے قاسم بن مہران کے واسطہ سے بروایتہ ابی رافع ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی جانب میں ریزش پڑی ہوئی دیکھی لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور پھر اپنے آگے ناک صاف کرتا ہے کیا کسیکو یہ بات پسند ہے کہ کوئی اسکے منہ کے سامنے کھڑے ہو کر ناک سنکے جب کوئی شخص تھوکا کرے تو یا تو اپنی بائیں جانب تھوکے یا اپنے کپڑے میں لیکر اس طرح مل لے پھر اسماعیل بن علیہ نے کپڑے میں تھوک کر پھر ملکر مجھکو دکھلایا۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی ٹہنیاں پسند تھیں اپنے ہاتھ میں انکو (چھڑی کیطرح) لے لیا کرتے تھے ایک روز ایک ٹہنی کو ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے مسجد کے قبلہ کی جانب تھوک پڑے ہوئے تھے انکو کھرچ کر صاف کر دیا پھر لوگوں کی طرف غضبناک ہو کر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اسکو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اسکے منہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسکے آگے تھوکے جب کوئی تم سے نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے (کھڑا) ہوتا ہے اور فرشتہ اسکی داہنی جانب میں (ہوتا ہے) لہذا کوئی شخص اپنے سامنے یا داہنی جانب ہرگز نہ تھوکے الحدیث اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور انہی کی ایک روایت میں اسکے قریب قریب وارد ہے مگر انھوں نے اس میں اسطرح بیان کیا ہے کہ اللہ عزوجل نماز میں تمہارے سامنے ہوتا ہے لہذا کسی ناگوار چیز کو اپنے سامنے نہ کرو اور ابن خزیمہ نے اس مضمون پر ایک باب باندہ دیا ہے۔

۱۲۶ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں ایک ٹہنی لئے ہوئے ہماری مسجد میں ہمارے پاس تشریف لائے (اتفاقاً) آپ نے مسجد کے قبلہ کی جانب تھوک کو دیکھا اسکو ٹہنی سے کھرچنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ خداوند تعالے اس سے اعراض فرمائیں (کیونکہ) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالے اسکے سامنے ہوتا ہے لہذا اپنے چہرے کی طرف ہرگز نہ تھوکنا چاہیئے اور نہ داہنی جانب اور بائیں طرف یا بائیں پیر کے نیچے تھوک لے اور اگر بہت جلدی ہو تو اپنے کپڑے پر اس طرح کرلے (اسکے بعد) آپ نے اپنے منہ پر کپڑا رکھکر اور ملکر دکھلایا الحدیث اسکو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبلہ کی جانب تھوکے گا قیامت کے روز ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ وہ تھوک اسکی آنکھوں کے سامنے ہوگا اسکو ابو داؤد نے اور ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی صحیحوں کے اندر روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ کا

ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص نے قبلہ کی جانب تھوکا اور اسکو دفن نہ کیا تو قیامت کے روز (وہ تھوک) بہت زیادہ گرم ہوکر انکی آنکھوں کے سامنے آن پڑے گا۔

اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبلہ کیطرف تھوکنے والے قیامت کے دن اسطرح اُٹھینگے کہ وہ تھوک انکی آنکھوں کے سامنے ہوگا اسکو بزار نے اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اسکا کفارہ اسکا دفن کر دینا ہے بخاری مسلم ابوداؤد و ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا ایک گناہ ہے اور اسکا دفن کر دینا ایک نیکی ہے اسکو احمد نے ایک خاص سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٢٧ اور حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد صحابی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک قوم کی امامت کی تھی اسنے (اتفاقاً) قبلہ کی جانب تھوک دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص تم کو نماز نہ پڑھاوے اس شخص نے اسکے بعد پھر ان لوگوں کو نماز پڑھانی چاہی۔ انھوں نے اسکو روک دیا اور فرمان نبوی سے آگاہ کیا اسنے حضرت کی خدمت میں ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تو نے اللہ کو اور اسکے رسول کو تکلیف پہونچائی ہے اسکو ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اسنے نماز پڑھاتے ہوئے قبلہ کی طرف تھوک دیا جب عصر کا وقت ہوا تو آپ نے دوسرے شخص کے پاس حکم بھیجا یہ پہلا شخص ڈرا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا میرے بارے میں کچھ (حکم خداوندی) نازل ہوگیا فرمایا نہیں مگر تو نے امامت کی حالت میں کھڑے ہوئے اپنے سامنے تھوکا جس سے

خداوند تعالے اور فرشتونکو تکلیف پہونچائی اسکو طبرانی نے کبیر میں جید سند سے بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ نماز میں کہڑا ہوتا ہے اسکے واسطے جنتیں کھولدی جاتی ہیں اور اسکے اور خدا کے درمیان کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اور حور العین اسکے سامنے آتی ہیں جبتک کہ وہ نہ تھوکے اور نہ ناک سنکے اسکو طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے جسمیں نظر ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جب کوئی آدمی کسیکو سنے کہ وہ گم شدہ شئے کو مسجد میں تلاش کرتا ہو تو کہے کہ خدا کرے یہ چیز اسکو نہ ملے کیونکہ مسجدیں اسواسطے نہیں بنائی گئیں مسلم ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ نے اسکو روایتہ کیا ہی۔

ف دستور یہ ہے کہ جس شخص کی کوئی شئے گم ہوجاتی ہے تو جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اعلان کرکے دریافت کیا کرتا ہے پس مراد حدیث یہ ہے کہ مسجد میں مجمع دیکھکر گم شدہ چیز کو دریافت نہ کیا جاوے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر فوراً مسجد ہی میں کوئی شے جاتی رہے تو اسکو مسجد میں نہ دیکھا بہالا جائے واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲۸

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسیکو مسجد میں بیچتے کھوچتے دیکھو تو کہدو کہ خدا تجھکو تیری تجارت میں نفع نصیب نہ کرے اور جب تم کسی شخص کو گم شدہ شئے کو تلاش کرتے دیکھو تو کہدو کہ خدا تجھکو نصیب نہ کرے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے نسائی ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط مسلم پر تصحیح کی ہے اور ابن حبان نے پہلے حصہ کو اسکے مثل اپنی صحیح میں روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں دریافت کیا اور کہا کہ (میرے) سُرخ اونٹ کو کون بتاتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خدا کرے) تو نہ پاوے مسجدیں تو جسکے واسطے بنائی گئی ہیں بنائی گئی ہیں اسکو مسلم نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن سیرین یا انکے علاوہ کسی دوسرے شخص سے مروی ہی کہ حضرت ابن مسعودؓ نے

آپ اپنے پاس سے کوئی چیز تبلایئے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہو یہ بے ادبی کا کلمہ سُنکر مولانا
کو بہت ہی غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سکہائی ہوئی بات کو چھوڑ کر
دوسروں کی سکہائی ہوئی کو پسند کرتا ہے۔ آپ نے دیکہا ہوگا کہ جو نمازی اور عبادت کرنے
والے جاہل ہوتے ہیں وہ جس شوق سے وظیفہ یا نفلیں پیر کی تبلائی ہوئی پڑہتے ہیں اُن قرآن شریف
اور پانچ وقت کی نماز کو اس شوق سے نہیں پڑہتے ایک شخص نے مجھسے بڑے فخر سے کہا کہ
اگرچہ کسی وقت کی نماز قضا ہو جائے لیکن پیر کا تبلایا ہوا وظیفہ کبھی قضا نہیں ہوتا اسکے معنی تو یہ
ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اسقدر تعلق نہیں ہے جسقدر پیر سے ہے (کسقدر بیہودہ
بات ہے) اگرچہ یہ ضرور ہے کہ پیر سے تعلق نہ ہو تو حضور سے بھی کم تعلق ہوگا لیکن یہ تو نہیں
ہو سکتا کہ پیر کا تعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے بھی بڑہ جائے۔

(۳) غرضکہ حضرت ابراہیمؑ نے رسول بہیجکر دین سکہلانیکی دعا کی اسمیں ایک حکمت یہ بھی
ہے کہ انسان کی طبیعت اس قسم کی ہے کہ دوسرے انسان کو کوئی کام کرتا ہوا دیکھکر
خود بھی وہی کرنے لگتا ہے یعنی اُنکو ایک نمونہ کی حاجت ہوتی ہے نمونہ دیکھکر کام کرنا آسان
ہوتا ہے اور اسی وجہ سے انسان کو کتابیں دیکھکر عمل کرنے سے اسقدر نفع نہیں ہوتا جسقدر
بزرگوں کی صحبت سے ہوتا ہے یہ ایسی چیز ہے کہ ہر شخص کو اسکی ضرورت ہے اکثر لوگ اپنی اولاد
کے لیئے تمام آسائشوں کی فکر کرتے ہیں مگر اسکی ذرا پروا نہیں کرتے کہ انکو صحبت نیک حاصل ہو
بلکہ اکثر ایسے لوگوں سے پڑہواتے ہیں کہ جنکی عادتیں خود ہی خراب ہو جاتی ہیں اور سمجھتے ہیں
کہ اگرچہ یہ بد اخلاق ہیں لیکن ہماری اولاد کا ابھی بچپن ہے انسے پڑہوانے میں کیا حرج
ہے حالانکہ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر بچہ کی حالت میں پہلے ہی خرابی آگئی تو اخیر تک
وہ خرابی رہتی ہے ایسوں سے پڑہوانے میں بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی عادتیں
بالکل خراب ہو جاتی ہیں اسپر لوگوں کو ذرا توجہ نہیں ہمارے یہاں ایک مکتب کے ملا
ہیں انکی نسبت سُنا گیا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو دوسرے ملا کے ہاں بہیجتے ہیں کہ
جا کر اسکے مکتب کی چٹائیاں توڑ ڈالیں تبلایئے جب بچپن ہی میں یہ حالت ہوگی تو بڑے
ہو کر انکی کیا درستی ہوگی مگر اسپر بالکل خیال نہیں بلکہ اکثر تو یہ کہتے ہیں کہ بچہ وہی ہے

جو شوخ ہو حالانکہ شوخی دوسری چیز ہے اور شرارت دوسری چیز ہے غرض ایک انسان دوسرے انسان کو دیکھکر سبق لیتا ہے جو حالت دوسرے کی دیکھتا ہے وہی خود اختیار کرتا ہے مجھے خوب یاد ہے کہ میں اپنے گھر کے لوگونکو علاج کرانے کے لئے ایک حکیم صاحب کے پاس لے گیا اُنکو میں نے دیکھا کہ بیحد بُردبار تھے حالانکہ بیحد نازک مزاج تھے تو میں چونکہ روزانہ اونکے پاس جاتا تھا اسلئے میرا بھی غصہ کم ہوگیا میں نے غور کرکے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صرف اُنکے پاس بیٹھنے کا یہ اثر ہے تو بہت اچھا طریقہ حالت درست کرنے کا صحبت ہے اب لوگ سمجھتے ہیں کہ بچے اپنی عمر کو پہونچکر خود ہی سنبھل جائینگے یہ غلط ہے بلکہ جب بچہ بولنے پر قدرت بھی نہیں رکھتا اسی وقت سے اسکے دماغ میں دوسروں کی تمام باتیں جمنا شروع ہوجاتی ہیں اور انکا اسپر اثر پڑتا ہے اسیواسطے عقلمندوں نے لکھا ہے کہ بچونکے سامنے کوئی بے تمیزی کی بات نہ کرنا چاہیئے اور ایک عقلمند عورت نے یہ کہا ہے کہ پانچ چھ برس کے بعد بچہ اصلاح اور درستی کے لائق نہیں رہتا بلکہ اس عمر تک اسکے اندر ہر حالت پختہ ہوجاتی ہے وہ یہ بھی کہتی تھی کہ اگر پہلے بچہ کو درست کردے تو اسکے بعد کے سب بچے اسی سانچے میں ڈہل جائینگے غرض معلوم ہوگیا ہوگا کہ صحبت کا کیا اثر ہے تو اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے یوں دعا کرائی کہ انہیں ایک پیغمبر بھیجیئے اور پھر حق تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بناکر بھیجا تاکہ آپ ہمارے لئے نمونہ ہوں سو بعض نے تو خود حضورؐ کو دیکھا اور بعض نے آپ کے حالات سُنکر آپ کی حالت معلوم کی اور اسیطرح سے ہم نے بھی آپ کے حالات معلوم کئے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آپ ہمارے لئے نمونہ ہیں تو ہم سے قیامت میں پوچھا جائیگا کہ تم اس نمونہ کے موافق تبکر کیوں نہیں آئے اسکی ایسی مثال ہے جیسے ہم کسی درزی سے اچکن سلوائیں اور نمونہ کے لئے اپنی اچکن اوسکو دیدیں تو اچکن دینے کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ اس نئی اچکن کی کاٹ تراش سلائی وغیرہ سب پہلی اچکن کے موافق ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ تراش وغیرہ میں فرق ہوجائے تو درزی پر غصہ کیا جاتا ہے تو جو برتاؤ آپ نے اس درزی سے کیا اسی کے لئے آپ خدائے تعالےٰ کے سامنے تیار ہوجایئے اور

صحبت کا اثر اور نیک صحبت کی حاجت

بچوں کی اصلاح کس عمر سے کرنی چاہئے

۱۰

سوچ لیجئے کہ جب آپ خدا تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہونگے اور حضور کے نمونہ پر پورے نہ اترینگے تو کس سخت عتاب اور غصہ کے لائق ہونگے اسیکو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (ترجمہ) البتہ ہے تمہارے لئے رسول اللہ کے اندر عمدہ نمونہ۔ کہ بالکل اس نمونہ جیسے بنجاؤ نماز ایسی ہو جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی اور روزہ بھی وہی ہو نکاح شادی کا طرز بھی وہی ہو وضع بھی وہی ہو اسیطرح ہر چیز میں وہی طرز ہو جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا طرز تھا پس معلوم ہوگیا کہ ہم کو لباس میں بھی حضور کی پیروی کرنا چاہیئے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جن کپڑوں سے حضور نے منع کیا ہے انہیں سے کوئی کپڑا ہمارے بدن پر نہ ہو اور جس طریقہ سے منع کیا ہے اس طریقہ پر نہ ہوں پس جب ہمارے پاس یہ نمونہ موجود ہے تو اگر ہم اسکے موافق نہ ہوئے تو خدا تعالےٰ ہم سے اس کا سوال کرینگے۔ اسیطرح خدا تعالےٰ نے شادی کا ایک نمونہ ہم کو دکھلا دیا یعنی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی شادی کہ اسمیں نہ مہمان آئے تھے نہ لال خط گیا تھا نہ ڈوم گیا تھا نہ نائی نہ کسی کے واسطہ سے پیغام پہنچا بلکہ پیغام خود دولہا صاحب لیکر گئے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت نے انکو سمجھا کر بھیجا تھا اول حضرت فاطمہ کے واسطے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے پیام دیا تھا لیکن انکی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حضور نے عذر فرما دیا۔ اللہ اکبر صاحبو غور کرنے کی بات ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کیسی کیسی گہری باتوں سے خبردار کیا ہے یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے انکار فرما کر آپ نے یہ تبلادیا کہ اپنی اولاد کے لئے شوہر کی ہم عمری کا لحاظ بھی ضرور کرو ایک نوجوان عورت کی شادی ایک بوڑھے مرد سے ہوگئی تھی وہ کہتی تھی کہ جب وہ میرے سامنے آتے ہیں تو مجھکو بہت شرم آتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دادا آگیا اور اکثر عورتیں عمروں میں فرق ہونیکی وجہ سے آوارہ ہوجاتی ہیں کیونکہ شوہر سے انکا دل نہیں ملتا تبلایئے رتبہ اور بزرگی میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے زیادہ کون ہوگا لیکن حضور نے صرف عمر میں فرق ہونے کی وجہ سے انکار فرما دیا جب دونوں صاحبوں کو اس شرف سے ناامیدی ہوئی تو ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور نے ہم دونوں سے تو اس خاص وجہ سے انکار فرما دیا ہے تم کم عمر ہو بہتر ہے کہ تم پیغام دو جو لوگ حضرت ابو بکر

لباس میں بھی سنت کے موافق رہنا چاہیئے

حضرت فاطمہؓ کی شادی کا قصہ

شادی میں ہم عمری کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے

اور حضرت عمر پر الزام رکھتے ہیں کہ ان دونوں کو حضرت علی سے عداوت تھی وہ اس قصہ میں غور کریں کہ اس سے عداوت معلوم ہوتی ہے یا محبت غرض حضرت علیؓ تشریف لے گئے اور جاکر خاموش بیٹھ گئے آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے جس غرض سے تم آئے ہو اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح تم سے کردوں منظوری کے بعد حضرت علی چلے آئے ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو چار اصحاب کو جمع کرکے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھ دیا چونکہ حضرت علیؓ نکاح کی مجلس میں موجود نہ تھے اسلئے یہ بھی فرما دیا کہ اگر علیؓ منظور کریں۔ حضرت علیؓ کو جب خبر ہوئی تو آپ نے منظور کیا اسکے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کیساتھ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر روانہ کردیا نہ ڈولہ تہا نہ برات تھی اگلے دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے گھر خود تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی مانگا اونھوں نے اوٹھکر پانی دیا آج ہم نے اس سادگی کو بالکل ہی چھوڑ دیا ہے نکاح کے بعد ایک مدت تک دلہن منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی ہے اور وہ اسقدر پابند بنائی جاتی ہے کہ نماز وغیرہ کچھ نہیں پڑھ سکتی اور کسقدر بیحیائی ہے کہ عورتیں منہ دیکھکر منہ دکھائی دیتی ہیں تو آجکل تو پابندی کی یہ حالت ہے اور حضرت فاطمہؓ نے اگلے ہی دن کام کیا غرض اول حضرت فاطمہؓ سے پانی منگایا پھر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پانی لاؤ وہ بھی لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ پانی لائی تھیں اوسوقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے اب عورتیں اسکو بالکل ناجائز سمجھتی ہیں اسیطرح کی اور بھی جہالتیں ہیں چنانچہ عورتوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور سمجھتی ہیں کہ شوہر کا نام لینا بالکل ناجائز ہے مگر عورتوں کو اسکا کچھ خیال نہیں ہوتا کہ نام لینا تو بے ادبی اور ناجائز ہے اور شوہر کے سامنے زبان چلانا اور اس سے لڑنا بے ادبی اور ناجائز نہیں۔ جب نام لینا بے ادبی اور گناہ ہوگا تو یہ باتیں تو ضرور ہی گناہ ہونگی پھر شوہر کے سامنے کیوں زبان چلاتی ہیں اور اُس سے کیوں لڑتی ہیں بعض عورتیں تو نام لینے سے اتنا پرہیز کرتی ہیں کہ اگر قرآن میں بھی وہ لفظ آجائے تب بھی اسکو نہیں پڑھتیں شاید قرآن میں انکے شوہر ہی کا نام لکھا ہے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ بعض عورتیں اُسکے شوہر کا نام بھی نہیں لیتیں لیکن معلوم نہیں کہ یہ ساری باتیں تو ناجائز ہوگئیں اور شوہر کی

گستاخی کرنا اور عورتوں کو آپس میں گالیاں دینا کیسے جائز ہو گیا کہ اس سے بالکل نہیں بچتیں غرض حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے شادی کر کے بھی دکھلا دی اور حضورؐ نے غمی کر کے بھی دکھلا دی کہ آپ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ نے کوئی بات بیصبری کی نہیں کی نہ اور کسی کو اسکی اجازت دی صرف آنسو نکلے اور یہ فرمایا کہ ہم تمہاری جدائی کے سبب اے ابراہیم غمگین ہیں البتہ لوگ آنکر تسلی دیتے تھے پس ہم کو بھی یہی چاہیئے کہ آپس میں تسلی دیں اور مردہ کو ثواب بخشیں یہ دونوں باتیں سنت ہیں اور باقی سب بیہودہ باتیں ہیں جیسے بہت دُور جگہ سے مہمانوں کا آنا اور دسویں چالیسویں میں شریک ہونا پھر عدت کے ختم کے بعد اس عورت کو عدت سے نکالنے کے لئے جمع ہونا جیسے وہ کسی کوٹھری میں بند تھی کہ یہ سب ملکر اوسکا تالا توڑ کر نکالیں گے جہالت تو دیکھو۔ ضلع بلند شہر کے ایک رئیس کا انتقال ہوا انکے صاحبزادے نے چالیسویں کی رسم کو توڑنا چاہا تو رسم توڑنے کا عمدہ طریقہ تو یہ تھا کہ کچھ بھی نہ کرتے لیکن انھوں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ یہ کیا کہ موافق رسم کے تمام برادری کی دعوت کی اور بہت سے عمدہ عمدہ کھانے بہت گھی ڈلوا کر پکوائے بڑے لوگوں پر ایک یہ بھی آفت ہے کہ جبتک وہ گھی کی نہر نہ بہادیں اسوقت تک اونکا کرنا کچھ سمجھا ہی نہیں جاتا خدا کا شکر ہے کہ غریب اس آفت سے بچے ہوئے ہیں میں جب ڈھاکہ گیا تو وہاں معلوم ہوا کہ یہاں سیر بھر گوشت میں سیر بھر گھی کھاتے ہیں۔ میں نے کہا صاحب گھی کوئی زیادہ کھانے کی چیز نہیں ہے ورنہ جنت میں گھی کی بھی ایک نہر ہوتی جیسے دودھ، شہد کی نہریں جنت میں ہیں غرضکہ اوس رئیس زادے نے خوب گھی ڈلوا کر کھانا تیار کرایا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ہاتھ دہلوا کر کھانا چنوا دیا اور سب کو بٹھلا کر کھانے کی اجازت دینے سے پہلے کہنے لگا کہ صاحبو آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد ماجد کا انتقال ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ جانا بڑے بھاری رنج کا باعث ہوتا ہے تو صاحبو کیا یہی انصاف ہے کہ ایک تو میرا باپ مرے اور اوپر سے تم لوگ مجھکو لوٹنے کے لئے جمع ہو گئے تم کو کچھ شرم بھی آتی ہے اسکے بعد کہا کہ کھانا شروع کیجئے لیکن سب لوگ اسی وقت اٹھ گئے اور یہ رائے

۱۳

ہوئی کہ ان رسموں میں علیحدہ بیٹھکر غور کرنا چاہیئے چنانچہ بہت سے آدمی جمع ہوئے اور سب نے ملکر ان رسموں کو موقوف کر دیا اور وہ کھانا سب کا سب فقیروں میں بانٹ دیا ہمارے پاس ہی ایک قصبہ کیرانہ ہے وہاں کے ایک حکیم صاحب فرماتے تھے کہ میرے پاس ایک گوجر آیا اسکا باپ بیمار ہو رہا تہا کہنے لگا کہ حکیم صاحب جسطرح ہو سکے اسکی مرتبہ تو اسکو اچھا ہی کر دیجئے کیونکہ قحط بہت ہو رہا ہے اگر بڈہا مر گیا تو مرنے کا تو ایسا غم نہیں مگر چاول بہت مہنگے ہیں برادری کو کس طرح کہلاونگا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے نمونہ ہیں اسلئے ہر ہر حالت میں ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ہم اس نمونہ کے موافق ہیں یا نہیں۔ پہلے بزرگوں نے تو یہانتک حضور کے نمونہ کے موافق ہونیکی کوشش کی کہ ایک درزی کے یہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت تھی آپ اسکے یہاں تشریف لے گئے اور حضرت انس رضی آپکے ساتھ تھے وہ درزی کہانا سامنے رکھکر کپڑا سینے بیٹھ گئے آجکل تو اسکو بدتمیزی سمجھتے ہیں کہ مہمان کو چھوڑکر اپنے کام میں لگ جاوے اور اعتراض کرتے ہیں مہمان کے سر پر جمکر کہڑا کیوں نہ ہوا یوں سمجھہ میں آتا ہے کہ جن باتوں کا نام آجکل تمیز رکہا ہے یہ اُن لوگوں کا کام ہے جنکو کوئی کام نہ ہو اگر ان لوگوں کا دماغ ذرا بھی صحیح ہو تو معلوم ہو جاوے کہ آجکل کی یہ تعظیم جیسے صاحبخانہ کا مہمان کے سر پر کہڑا رہنا کسقدر بیہودہ ہے مجھے تو یہ اسقدر گراں گذرتا ہے جسکی حد نہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سر پر کوئی پہاڑ رکھدیا ہو اسیطرح اکثر لوگ اپنے نوکروں کو حکم کرتے ہیں کہ تم کہڑے ہو میں کہتا ہوں کہ اسطرح کہڑے رہنے سے ان امیروں کا دل نہیں گہبراتا اور دل نہ بھی گہبرائے مگر اون بیچاروں کے بیٹھ جانے سے انکی عزت کونسی گھٹی جاتی ہے بلکہ نوکروں کے سامنے کہڑے رہنے سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور خدا تعالی اور بندہ کے درمیان ایک بڑا پردہ ہے غرض خدا تعالےٰ کو یہ بات بالکل ناپسند ہے کہ انسان بت کی طرح بیٹھا رہے اور نوکر اوسکے سامنے کہڑے رہیں خلاصہ یہ کہ مہمان کے سر پر جمے کہڑے رہنا کوئی تمیز کی بات نہیں اب چونکہ کہانے میں بھی بہت سے تکلف ہونے لگے اسلئے اگر کوئی ایسا کرے جیسا اوس درزی نے کیا تو لوگ اسکو بے تمیز

[Margin notes, partly legible: ... ; ... ؛ ... ؛ ۱۴ ...]

بتلادیں تو حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کدو کے ٹکڑے تلاش کر کر کے
کھا رہے تھے حضور کی رغبت کدو کی جانب دیکھکر اس روز سے مجھے بھی کدو سے محبت
ہو گئی ہے آپ نے دیکھا محبت ایسی چیز ہے کہ محبوب جو چیز پسند کرے اوس چیز سے
بھی محبت ہو جاتی ہے ہم کو یہ بات اس وجہ سے عجیب معلوم ہوتی ہے کہ ہم کو محبت
نہیں ورنہ محبت وہ چیز ہے کہ محبوب کی ہر ہر ادا محبوب ہو جاتی ہے اس زمانہ میں اسکی
مثال عزت ہے کہ جسکی آجکل عزت اور بڑائی مانی جاتی ہے اسی کی طرز پر لوگ چلنے
لگتے ہیں معتبر طریقہ سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں ایک بادشاہ لنگڑا کر
چلتا تھا تو جو لوگ فیشن کے شوقین تھے اونھوں نے بھی لنگڑا کر چلنا شروع کر دیا تھا اسیطرح
ایک بادشاہ کی ڈاڑہی گاؤدم تھی تو لوگ مدت تک اسی قسم کی ڈاڑہی رکھتے تھے بلکہ
شاید یہ دعا کرتے ہوں کہ ہماری ڈاڑہی اسی قسم کی پیدا ہوا کرے اور ہم لنگڑے
ہو جائیں تو دیکھئے عزت اور عظمت کی وجہ سے اس زمانہ میں لوگوں نے دوسری
قوموں کا سا لباس پہننا شروع کر دیا اور اسکی ایسی پابندی کی کہ مولوی منع کرتے کرتے
تھک گئے لیکن لوگوں پر کچھہ اثر نہ ہوا حالانکہ اس میں کوئی ضرورت بھی نہیں نہ چھوڑنے
میں کوئی معذوری ہے بعض گناہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ظاہر میں کسیقدر ان میں معذوری
بیان کیجا سکتی ہے جیسے رشوت کا دینا یا تنگدستی میں لینا کہ واقع میں تو اس میں
بھی کوئی معذوری نہیں لیکن ظاہر میں کچھہ وہی ضرورت نکل سکتی ہے لیکن وضع میں تو کوئی
مجبوری وہی بھی نہیں مگر پھر بھی وضع کا چھوڑنا دشوار ہو رہا ہے وجہ اسکی یہی ہے کہ جن قوموں کی
یہ وضع ہے اونکی عظمت اور عزت دلوں میں ہے عظمت نے اونکی وضع کو بھی محبوب
کر دیا تو جب دنیا والوں کی عظمت نے یہ رنگ دکہلایا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت
کیوں یہ رنگ نہ دکہلاتی صاحبو اسکا کوئی ٹھیک جواب دیجئے جس سے اطمینان ہو ورنہ
اپنی حالت درست کیجئے آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے کہ حضور کی محبت وعظمت
سے تو ذرا بھی آپ کا رنگ نہ بدلے اور ایک بے دین کی ایسی عظمت ہو کہ اوسکے طرز
پر ہونے کے لئے حلال وحرام کی بھی تمیز نہ رہے میں کہتا ہوں کہ اگر اسپر عذاب بھی

15

نہ ہو بلکہ صرف خدا تعالیٰ اپنے سامنے کھڑا کرکے یہ پوچھ لیں کہ حضورؐ کی عظمت تمہارے دلوں میں زیادہ تھی یا دُنیا کے بادشاہوں کی تو کیا جواب دوگے۔ اور اگر آپ کہیں کہ ہم نے یہ وضع اونکی عظمت کی وجہ سے نہیں اختیار کی تو میں کہونگا یہ بالکل غلط ہے بلکہ صرف عظمت ہی کی وجہ سے آپ نے یہ وضع بنائی ہے پس معلوم ہوا کہ لباس میں بھی حضورؐ کے طرز پر چلنا چاہیے باقی سب کاموں میں بھی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہونگے سب دوزخ میں جائینگے مگر ایک اور وہ فرقہ وہ ہے جو میرے اور میرے اصحاب کے طرز پر ہوگا۔ حضورؐ کے طرز پر ہونے کے یہ معنی نہیں کہ بالکل ویسا ہی لباس ہو جو حضورؐ کا تھا بلکہ جس لباس کی حضورؐ سے اجازت ہو وہ بھی حضورؐ ہی کا طرز ہے اور جو اس طرز پر ہو وہ حضورؐ ہی کے طرز پر ہے۔

(۴) پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ نے درزی کی دعوت قبول کی اور اسکے گھر پر تشریف لے گئے ہماری خدا جانے کیا شان بڑھ گئی ہے کہ ہم غریبوں کے ہاں جاتے ہوئے عار کرتے ہیں بلکہ اُنکو بلاتے ہوئے بھی عار آتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے عہدوں پر ہیں وہ اپنی برادری کے غریب لوگوں کو اپنے پاس بلاتے اور اُونکے پاس بیٹھنے سے عار کرتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ آپ ایک غریب آدمی کے ہاں تشریف لے گئے اور اگر کوئی کہے کہ حضورؐ خود بھی غریب تھے (خدا کی پناہ) تو سمجھ لو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوشی سے غریب رہنا اختیار کیا تھا آپ مجبوری کی وجہ سے غریب نہ تھے اور فقیر وہ ہے جسکی فقیری مجبوری سے ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے بادشاہت چھوڑ دی تھی تو کیا انہیں فقیر کہا جائیگا۔ اسیطرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فقیری خود پسند کرکے لی تھی حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا تھا کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو خدا تعالیٰ آپ کے لیے احد پہاڑ کو سونا کردیں کہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ چلا کرے تو آپ نے فرمایا کہ اے جبریل میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں اور اگر غور کیجیے گا تو معلوم ہوگا کہ حضورؐ کے غریبی اختیار کرنے میں بڑی حکمت تھی بات یہ ہے کہ حضورؐ جانتے تھے کہ میری اُمت مجھسے محبت کریگی

حضورؐ نے خوشی سے فقر اختیار کیا تھا

حضورؐ کے فقر اختیار کرنے کی وجہ

(باقی آئندہ)

دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقع گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں پس اسیطرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے ایک وقت غصہ دکھلانیکا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذب قرآنی تعلیم یہ نہیں کہ کسی جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دیجائے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقع گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا پس مجرم کے حق میں اور نیز عامۂ خلائق کے حق میں جو کچھ فی الواقع بہتر ہو وہی صورت اختیار کیجائے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے پس خدا تعالے فرماتا ہے کہ اندہوں کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات میں ہے بخشنے میں یا سزا دینے میں پس جو امر محل اور موقع کے مناسب ہو وہی کرو۔

بوقت ذبح جانور پر تکبیر پڑھنے کا راز

ہر تاثیر کے لئے ایک مؤثر چاہیئے اور ایک قابل آفتاب کی تاثیر سے جو آئینہ منور ہو جاتا ہے اور آتشین شیشہ میں آتشین شعائیں آجاتی ہیں تو ان دونوں صورتوں میں آفتاب مؤثر ہے اور آئینہ اور آتشین شیشہ متاثر اور قابل اگر ادہر آفتاب نہ ہو یہ نورانیت جو آئینہ میں آجاتی ہے اور یہ سوزش جو آتشین شیشہ میں پیدا ہو جاتی ہے ظہور نہ کرے اور اگر ادہر آئینہ اور آتشین شیشہ نہ ہو تب بھی یہ نورانیت اور یہ سوزش ظاہر نہ ہو اسی طرح تکبیر وغیرہ ذکر اللہ مؤثر ہیں اور حیوانات معینہ قابل اور متاثر اگر مؤثر کی جانب بالکل خالی ہو یا بجائے ذکر اللہ کچھ اور ہو جب بھی حلت متصور نہیں اور اگر قابل کی جانب بالکل خالی ہو یا سوائے حیوانات معینہ کے اور کوئی حیوان ہو تب بھی حلت متصور نہیں اب تکبیر کے مؤثر

ہونیکی وجہ سمجھو کہ جب حکمت الٰہی نے انسان کے لئے ان حیوانات کو جو زندگی میں اسی کے
مثل ہیں مباح کر دیا اور ان حیوانات پر اسکو قدرت عطا فرمائی تو واجب ہوا کہ ان حیوانات
کی جان نکالنے کے وقت اس نعمت سے غافل نہ ہو اور غافل نہ ہونیکی یہی صورت ہے کہ
خدا تعالےٰ کا نام انپر ذکر کریں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لیذکروا اسم اللہ علےٰ
ما رزقھم من بھیمۃ الانعام۔ ترجمہ یعنی تا خدا تعالےٰ کا نام لیں اس چیز پر جو خدا تعالےٰ
نے انکو عطا فرمائی چارپایوں میں سے شرح اسکی یہ ہے کہ غلہ پھل وغیرہ نباتات کا بنی آدم
کے لئے ہونا تو ظاہر تھا کون نہیں جانتا کہ یہ چیزیں نہ ہوتیں تو بنی آدم کو زندگی محال تھی
البتہ حیوانات کا بنی آدم کے لئے ہونا اس وجہ سے مخفی تھا کہ مثل بنی آدم کے دست وپا
وچشم وگوش وغیرہ اعضاء وقویٰ انکے حق میں بھی آلات انتفاع ہیں پھر جیسے غلہ پھل وغیرہ
نباتات بنی آدم کے کام آتے ہیں ایسے ہی حیوانات ہم سنگ بنی آدم نظر آتے ہیں البتہ
نباتات میں یہ بات نہ تھی اسلئے انکا تو پیدا کر دینا ہی کم از اجازت نہیں اور حیوانات میں
پیدا کرنے کے سوا اور اجازت کی ضرورت ہے ورنہ ایذا ذبح جو اعلےٰ درجہ کی ایذا ہے
کیونکہ قتل ہے لاریب اعلےٰ درجہ کا ظلم ہوگا اور کیوں نہ ہو ہماری تمہاری ملک برائے نام
ملک ہے جب ہماری مملوکات میں تصرف بے اجازت ظلم سمجھا جاوے تو خدا تعالےٰ کی
مملوکات ومخلوقات میں تصرف بے اجازت ظلم کیوں نہ ہوگا اسلئے اسکی اجازت کی ضرورت پڑی
مگر ہر کس وناکس جانتا ہے کہ مالک اجازت اسوقت متصور ہے جب تصرف کرنے والا مالک
کو مالک سمجھتا ہو اور اگر کسی اور کو سوائے مالک کے مالک سمجھہ بیٹھے تو بجائے اجازت بحکم
غیرت مالک ممانعت ضرور ہے علےٰ ہذا القیاس انعام کی توقع اسیوقت ہو سکتی ہے جبکہ
حقوق مالکیت اسی کو ادا کئے جائیں اور اگر بالفرض مالک کے حقوق کسی اور کو ادا کئے جائیں
تو اسوقت انعام کی جگہ الٹا مستحق سزا ہوگا اسلئے بغرض رفع اشتباہ ذبح کے وقت مالکیت
اور اجازت کا اعلان ضرور ہوگا یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام اور اہل کتاب کے
مذہب میں وقت ذبح بسم اللہ کا کہنا ضروری سمجھتے ہیں بالجملہ وقت ذبح خدا کا نام لینا
موافق عقل ضروری ہے۔

۲۶

غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کی حرمت کی وجہ

اُوپر کی تقریر سے ثابت ہے کہ ذبیحہ کا کھانا خدا کی اجازت پر مبنی ہوگا مگر یہ ٹھیرے تو پھر اعلان اجازت خداوندی ضروری ہے تاکہ یہ وہم صورت حال ذبح سے پیدا ہو کہ وہ خدا کی ذات کا محتاج نہیں یا بدون اجازت خدا کے عمدہ عمدہ مملوکات میں خاطرخواہ تصرف کر سکتا ہے جس سے اسکا ظالم ہونا اور خدا کی تحقیر نکلتی ہے پھر اسپر اس اعلان میں یہ بھی فائدہ ہوگا کہ خدا کا نام سنکر حیوانات کو بوجہ اعتقاد خدا کی مالکیت اور اپنی مملوکیت کی جان دینی سہل ہو جائے۔

القصہ خداوند عالم مالک الملک ہے اور حیوانات اسکی متاع اسلئے انکا حلال ہونا اگر وقت ذبح خدا کا نام لینے پر موقوف رکھا جائے اور غیر خدا کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کو اگر حرام کہا جائے تو بجا ہے کیونکہ مالک کو یہ گراں نہیں ہوتا کہ اسکی اجازت سے اسکی مملوکات میں تصرف کیا جائے پھر بے اجازت تصرف کبھی گوارا نہیں ہوتا اور اگر اجازت کے سوائے یہ بھی پیش آجائے کہ تصرف کرنے والا اس شئے کو کسی اور کے نام کہتا پھرے اور اسی کے نام سے اس میں تصرف کرے تو گوارا ہونا کجا کوئی سزائے بغاوت اسکے لئے تجویز کیجائے گی اور وہ چیز اس سے چھین لیجائے گی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام ایسے ذبیحہ کو جسپر غیر خدا کا نام بوقت ذبح لیا جائے یا غیر خدا کا سمجھکر برائے نام خدا کے نام پر ذبح کیا جائے حرام کہتے ہیں اس تقریر سے تو وقت ذبح خدا کے نام لینے کی ضرورت اور غیر خدا کے نام لینے کی خرابی موجہ ہو گئی۔

حرمت شراب و قمار بازی کی وجہ

چونکہ لوگوں کی معاش اور خانگی تدابیر اور سیاست مدن بغیر عقل و تمیز کے کمل نہیں ہو سکتی اور شراب محوری کی عادت سے تمام انسانی انتظامات میں ہل چل پڑجاتی ہے اس سے جنگ وجدال اور ذاتی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور طبائع انسان میں جو بیہودہ

خواہشیں ہیں وہ بھی عقلوں کو مغلوب کر لیتی ہیں پھر ان میں ایسے ایسے رذائل کا میلان ہوجاتا ہے اور تمام تدابیر کو وہ تلف کر دیتے ہیں اگر ایسی ایسی حرکات کی روک ٹوک نہ کیجائے تو لوگ ہلاک ہوجائیں اسی روک ٹوک کے لئے شراب کو حرام کیا گیا۔

شراب میں بہت سی خرابیوں کا اندیشہ ہے جنسے خدا تعالےٰ کی ناخوشی ہوتی ہے شراب کی وجہ سے خدا کی جانب خالص توجہ نہیں ہوسکتی تمدن اور خانہ داری کے انتظامات سب درہم برہم ہوجاتے ہیں اسلئے شارع نے شراب کو نجاسات میں داخل کیا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے شراب ناپاک اور شیطان کا فعل ہے رجس من عمل الشیطان اسلئے خدا نے اسکو بہت تاکید کے ساتھ حرام کیا ہے حکمت الہیہ کا یہی اقتضا ہوا کہ اسکو پیشاب اور پاخانہ کی برابر کر دیا جائے تاکہ لوگوں کے سامنے اسکی برائی متمثل ہوجائے اور اس سے خود بخود انکے دلوں کو اسکی طرف سے کشیدگی ہوجائے اور اسکی حرمت کے اور بھی وجوہ ہیں جو سب فسادوں کے جامع ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ ترجمہ شیطان چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بغض شراب اور جوئے سے اور روکے تم کو خدا کی یاد سے اور نماز سے پھر اب تم باز بھی آؤ گے نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ یعنی جو چیز بہت سی نشہ آور ہو وہ تھوڑی بھی حرام ہے

قمار بازی یعنی جوا اسلئے حرام ہے کہ اس سے مال ناحق ضائع ہوتا ہے اور جھگڑے پیدا ہوتے اور تدابیر مطلوبہ متروک ہوجاتے ہیں اور معاونت جسپر کہ تمدنی زندگی کا دارومدار ہے اس سے انسان اعراض کرتا ہے اگر ہمارے اس بیان کی تصدیق نہ ہو تو پھر غور کرو کہ کہیں تم نے جواریوں کو ان باتوں سے خالی اور آسودہ حال نہ دیکھا ہوگا۔ ایسا ہی شراب پینے والے کا حال ہے انکے مضار و فساد بیشمار ہیں۔

اور جس گھر یا قوم و ملک میں شراب کی کثرت ہوگی وہاں مصائب کی کثرت ہوگی یہی وجہ ہے کہ ممالک یورپ میں کثرت شراب نوشی کے باعث مصائب جرم کی بھی یوماً فیوماً ترقی ہورہی ہے دور نہ جاؤ یورپ میں بلجیم ایک چھوٹا سا ملک ہے جسکی آبادی ۳½ ملین سے

زائد نہیں ہے لیکن ایک لاکھ نو ہزار (۱۰۹۰۰۰) شراب خانہ ملک میں موجود ہیں یعنی ہر پینتیس (۳۵) شخصوں کیلئے جنمیں عورتیں اور لڑکے بھی شامل ہیں ایک شراب خانہ بھی ہے گذشتہ نصف صدی میں بلجیم کی آبادی میں فی صدی پچاس کی ترقی ہوئی لیکن شراب خانہ فی صد دوسو اٹھاون (۲۵۸) زیادہ ہوئے۔

اہل بلجیم ایک سال میں ۵۵ گیلن شراب پیتے ہیں اور مجموعی مقدار دو کروڑ ۱۰ لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ شراب میں صرف کرتے ہیں یعنی روزانہ ۷۵ ہزار ۶ سو پونڈ کی شراب خرچ ہوتی ہے فی کس ۳ ½ پونڈ اور فی خاندان ۱۵ پونڈ سالانہ کا حساب بالا وسط ہے اس شرابخوری و اسراف کا نتیجہ یہ ہے کہ تعداد جرائم بہت بڑھی ہوئی ہے مجرموں میں فی صدی ۸۰ خودکشی کرتے ہیں ۴۷ قید خانہ میں رہتے ہیں ۷۹ فقر وفاقہ میں بسر کرتے ہیں اور ۷۵ فیصدی مجنون اور پاگل ہیں حقیقت میں اسلام نے شراب کو حرام کرکے نوع انسانی پر غیر معمولی احسان کیا ہے۔

۲۹ اسلام میں مسکرات کی ممانعت صاف طور پر بتاتی ہے کہ اس پاک مذہب کو شہوانیت سے کسقدر نفرت ہے ہم اس جگہ یہ سوال نہیں کرتے کہ اگر بخلاف اسلام کوئی مذہب نفسانیت کی راہ نہیں بتاتا تو کیوں اُنہیں شراب جیسی بُری چیز کی کوئی ممانعت نہیں کیونکہ یہ مضمون اس وقت زیر بحث نہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر شراب شہوانی خیالات کو ابھارنے والی ہے جیسا کہ کل دنیا تسلیم کر رہی ہے تو کیا کسی مذہب کا شراب سے منع کرنا اور شرابخوری کو قطعاً روک دینا اس امر کی یقینی اور قطعی شہادت نہیں ہے کہ وہ شہوانی خیالات سے چھڑانیوالا اور راستبازی اور روح و دل کی پاکیزگی کی طرف بلانیوالا ہے اگر اسلام ایک نفسانی مذہب تھا۔ اور اسکی غرض بھی تھی کہ شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کے ذریعے بتا دے اور انکی راہ کھول دیوے تو پھر اس نے شراب کو کیوں منع کیا اور شرابخوری کو کیوں جڑ سے کاٹا۔

ہمیں اور بھی تعجب ہوتا ہے جب ہم بعض نام کے مسلمانوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ اسلام کے اصول ایک ابتدائی سوسائٹی کے لئے تجویز کئے گئے تھے جسکا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ گویا یہ اصول ایک وحشی قوم کے لئے تجویز کئے گئے تھے اور آجکل

مہذب اقوام کے لئے وہ موزوں نہیں بہرحال ان مہذبوں سے جو آجکل شراب خوری سے تباہ ہو رہے ہیں یہ وحشی قوم ہی اچھی رہی افسوس ہے کہ لوگ واقعات کی بنا پر نتائج پیدا نہیں کرتے بلکہ جو ایک خیال دلمیں بیٹھ گیا ہے اسکی پیروی کرتے ہیں کوئی پاکیزگی اس پاکیزگی کے برابر نہیں جسکی اسلام نے تعلیم دی ہے مگر اس حقیقی پاکیزگی کو نفسانیت کہا جاتا ہو حالانکہ اس شہوانیت کو جسکی طرف شراب خوری انسانوں کو لے جا رہی ہے پاکیزگی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے شراب ہی وہ چیز ہے جو انسان کے نفسانی جذبات کو جوش میں لاتی ہے اسی شراب خوری کی علت کو اسلام نے جڑ سے کاٹ کر انسانوں کو حیوانی جذبات سے آزاد کر دیا ہے ابھی تک دُنیا اس حقیقی نور سے بیخبر ہے مگر وہ زمانہ بہت قریب آیا جاتا ہی کہ جب دُنیا کی آنکھیں اس نور کے دیکھنے کیلئے کھولی جائینگی اور جب اسلام کے اصول دُنیا کو معلوم ہونگے تب سمجھ میں آئیگا کہ وہ پاکیزگی ان لوگوں کے وہم وگمان سے بھی برتر ہے جو اسلام سکھاتا ہے۔

۳۰

حرمت سُود کی وجہ

سُود کی ایک کثیر الوقوع صورت یہ ہے کہ مقروض نے جتنا قرض لیا ہے اس سے زیادہ یا بہتر کو ادا کرے یہ حرام اور باطل ہے کیونکہ تمام مقروضوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اس قسم کا قرض اپنی حاجت اور پریشانی کی وجہ سے لے تو لیتے ہیں لیکن حسب وعدہ اسکا ایفا نہ کرنیسے دو چند سہ چند ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس سے خلاصی کبھی ممکن ہی نہیں اور اس میں جھگڑوں اور عام خصومتوں کا گمان غالب ہے اور جبکہ مال کے بڑھانے کا اسطرح طریقہ ہو جائیگا تو اسکی وجہ سے کھیتیاں اور تمام صنعتیں متروک ہو جائیں گی اس لئے اس پیشہ کو حرام ٹھیرایا گیا۔ عن ابن مسعودؓ قال لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکلہ وشاھدیہ وکاتبہ (مسلم وترمذی شریف) ترجمہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج لینے والے اور دینے والے اور سود کا معاہدہ لکھنے والے اور سود کے گواہوں سب پر لعنت فرمائی ہے اور خدا تعالے قرآن کریم میں فرماتا ہے یا ایھا الذین

آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب

من اللہ ورسولہ۔ ترجمہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو سود رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو پھر اگر تم ایسا نہیں کرتے اور سود لینے اور دینے سے باز نہیں آتے ہو تو تم کو خدا اور اسکے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے اور دینے کی ممانعت اسلئے ہے کہ اگر سود دینے والے ہی نہ ہوں یعنی سود پر قرض کوئی نہ لے تو پھر سود خوار بھی کوئی نہ رہے بلکہ اس قبیح رسم کی ہی بیخ کنی ہوجاوے پس اس اعتبار خاص سے یہ زیادہ تر گناہ ان لوگوں کا ہے جو سود کے دینے کے معاہدہ پر قرض لیتے اور پھر سود کھانے والے لوگوں سے قرض لیتے ہیں جن قوموں کا پیشہ سود خواری کا تھا وہ بالآخر ذلیل و مطرود ہوگئیں منجملہ انکے قوم یہود ہی کہ جیسے بھر انکی کہیں سلطنت نہیں ہے جس ملک میں جاتے ہیں ایسے اسباب مہیا ہوجاتے ہیں کہ ذلیل ہوکر انکو نکلنا پڑتا ہے اسکی جڑ یہی ہے کہ یہ سود خوار قوم ہے جب لوگ سمجھتے ہیں کہ انکے پنجے سے چھٹکارا نہیں ہوسکتا تو اپنے بادشاہوں کے پاس چغلیاں کھاتے ہیں اور پھر انہیں حکم ہوتا ہے کہ اس ملک سے نکل جاؤ نیز سود خواروں کے اخلاق بہت بُرے ہوتے ہیں ایک شخص حکایت کرتے تھے کہ میں نے ایک فقیر کے لئے ایک سود خوار سے سفارش کی تو وہ کہنے لگا کہ پانچ روپے میں دیدونگا مگر میرے پاس رہتے تو سو برس میں سود در سود ۱۲ لاکھ ہوجاتا لکھنؤ میں ایک سلطنت تھی وہ بھی محض سود سے تباہ ہوئی پہلے انکے مبلغات پرامیسری نوٹوں کے بدلے میں گئے پھر وہ جنگ کرنے کے قابل نہ رہے اور آخر وہ وقت آیا کہ یہ سلطنت برباد ہوگئی بعض نابکار لوگ کہتے ہیں کہ سود کے بغیر کام نہیں چل سکتا حالانکہ بارہ سو برس کا (بارہ سو برس میں نے اسلئے کہا کہ تیرہویں صدی میں مسلمانوں نے سود لینا دینا شروع کردیا) تجربہ بتاتا ہے کہ بغیر سود کے سب کام چل سکتے ہیں اور بعض صورتیں سود کی اور بھی ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں انکی تحریم کی علت ذرا غامض ہے جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

حرمت سود پر دلائل قویہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں سود کی ممانعت کا ذکر ہے

دوسری آیۃ جسمیں سود خواری کی حرمت اس سے بھی زیادہ پرزور الفاظ میں بیان

۲۳۱

کی گئی ہے یہ ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون

ولا تظلمون وان کان ذوعسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیرا لکم ان کنتم

تعلمون (بقرہ) یعنی اے مسلمانو اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ تعالے سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی ہے اسکو چھوڑ دو اور اگر ایسا نہیں کروگے تو اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلئے ہوشیار ہو اور اگر توبہ کرتے ہو تو اپنی اصل رقم تم کو پہونچتی ہے نہ تم کسیکا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے اور اگر کوئی تنگدست تمہارا مقروض ہو تو فراخی تک کی مہلت دو اگر سمجھو تو تمہارے حق میں یہ اور زیادہ بہتر ہے کہ اسکو خود ہی معاف کردو۔

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی وجہ

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اسلیے مشروع ہے کہ اس فعل سے انسان جملہ امراض متعدیہ سے محفوظ و مصون رہتا ہے کیونکہ اجرام موذیہ جو کہ مورث امراض متعدیہ ہوتے ہیں وہ ہاتھ دھونے سے اتر جاتے ہیں اور انسان کے اندر نہیں داخل ہونے ۳۲

کتاب الجنایات والحدود

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد واضح ہو کہ خدا تعالے نے محض بنی آدم کی خاطر با آرام و امن زندگی بسر کرنے کیلئے کچھ ایسے قوانین اور احکام مقرر فرمائے جو بنی آدم کے پیش نظر رہنے سے وہ ایک دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کرسکیں اور جو کوئی ان قوانین کا نقض کرے اسکی سزا دہی کے مشاہدہ سے باقیوں کے لئے عبرت ہو۔

(باقی آئندہ)

اور ہر تکلیف موجب راحت ہے اور ہر راحت موجب شکر اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ برائیاں بھلائیوں کے لئے ہوتی ہیں اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ بھلائیاں حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اس مقدمہ کو اسکے ساتھ ملانے سے نتیجہ نکلا کہ برائیاں بھی موصل الی الحق ہیں پس تم کو فروع سے اصل کا اور ایک ضد سے دوسری ضد کا پتہ لگانا چاہیئے کیونکہ ہم تبلا چکے ہیں کہ برائیوں کا انجام بھلائی ہے اگر اب بھی اسمیں کچھ شبہ باقی ہو کہ برائی کا انجام بھلائی کیونکر ہو سکتا ہے اور ایک ضد منقلب الی الضد الآخر کیونکر ہو سکتی ہے تو سمجھو کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی جماد تھی یا نہیں اور اژدہا حیوان ہوتا ہے یا نہیں اور جمادیت و حیوانیت میں تضاد ہے یا نہیں اور موسے علیہ السلام کی لاٹھی اژدہا بنگئی تھی یا نہیں ان تمام سوالات کا جواب یہ ہی ہے کہ بیشک پھر جبکہ موسے علیہ السلام کی لاٹھی اژدہا بنگئی تھی تو دو تمام کو بھی اسی پر قیاس کر لو اور سمجھ لو کہ اور اشیاء بھی اپنی ضد کی طرف منقلب ہو سکتی ہیں اور جنگوں سے صلحیں پیدا ہو سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ اسی اصول پر سپیرے نے تماشہ کے لئے سانپ پکڑا تھا اور خوشی کے لئے اپنے کو خطرہ میں ڈالا تھا اور کچھ اسی سپیرے کی تخصیص نہیں بلکہ ہر آدمی تماشہ کیلئے سانپ پکڑتا ہے اور بیغمی کی امید پر غم کھاتا ہے خیر یہ تو ضمنی مضمون تھا اب اصل حکایت سنو وہ سپیرا برفباری کے زمانہ میں پہاڑوں کے اندر ایک عجیب سانپ تلاش کر رہا تھا یکایک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا جسکی صورت کے دیکھنے سے اسکو سخت دہشت معلوم ہوئی مردہ پڑا ہوا ہے وہ تو اس سخت جاڑے میں سانپ ہی تلاش کر رہا تھا لیکن اسکو اسکی خواہش سے بڑھکر اوسکے زعم میں مردہ اژدہا ملگیا جس سے اسکو بیحد خوشی ہوئی اب تم غور کرو کہ مخلوق بھی کسقدر نادان ہے کہ سپیرا آدمی ہو کر مخلوق کو متعجب کرنے کے لئے سانپ پکڑتا ہے اور مخلوق باوجود آدمی ہونے کے اس سے حیران اور متعجب ہوتی ہے غضب کی بات ہے کہ جو پہاڑ کی مثل اپنے اندر ہزاروں سانپ و دیگر عجائبات رکھتا ہے پھر وہ کیسے ان معمولی چیزوں پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور پہاڑ جو سانپوں کا معدن ہے وہ ایک سانپ سے کیسے دنگ ہو جاتا ہے افسوس کہ آدمی نے اپنی حقیقت کو نہیں پہچانا اور اوج ترقی سے حضیض تنزل میں گر گیا اس نے اپنے کو ان خرافات میں پھنسا کر خراب کر لیا اور اپنے کو بہت تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالا۔

۱۲۱

اور اطلس ہو کر گدڑی کا پیوند بنگیا پہاڑ کے لاکھوں سانپ تو خود اس کی جامعیت
اور اسکی عجائب و غرائب سے حیران ہیں پھر وہ سانپ سے کیوں متعجب ہوتا ہے اور کیوں انکو
دوست رکھتا ہے خیر اُس نے اژدہے کو لے لیا اور لوگونکو متعجب کرنے کے لئے بغداد کیطرف
چلدیا اژدہا جو کہ مکان کے ستون کی طرح موٹا تازہ تہا وہ اسکو کچھہ داموں کے خاطر کھینچے لئے جاتا
تھا وہ خیال کرتا تہا کہ میں اسے لوگونکو دکہاونگا اور کہونگا کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں اور
میں نے اسکے شکار کرنے میں بہت خون جگر کھایا ہے وہ اسکو مردہ سمجہتا تھا لیکن واقع میں وہ
زندہ تھا اور اسنے غور سے اُسے نہ دیکھا تہا سردی اور برف میں ٹھٹھرا ہوا اور زندہ تہا مگر صورۃً
مُردہ تہا یوں ہی تم کو سمجہنا چاہیئے کہ عالم بھی ٹھٹھرا ہوا ہے اور اسیواسطے اوسکا نام جماد ہے کیونکہ
جامد ٹھٹھرے ہوئے ہی کو کہتے ہیں تم اسکو مردہ سمجہتے ہو مگر ذرا دم لو اور خورشید محشر کو طلوع ہونے
دو پھر جسم عالم کی حس وحرکت دیکہنا اسوقت تم کو یقین ہوگا کہ فی الحقیقت یہ مردہ نہ تہا بلکہ
ٹھٹھرا ہوا تہا اگر کچھہ بھی عقل ہو تو اجسام ساکنہ کی حیات اب بھی معلوم ہوسکتی ہے موسیٰ علیہ السلام
کی لاٹھی جماد تھی مگر وہ سانپ اور حس وحرکت کرنے والی بنگئی اس واقعہ نے دیگر اجسام ساکنہ کی ۱۲۲
حالت بھی تبلادی کہ وہ فی الحقیقت مردہ نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنی حس وحرکت ظاہر
کرنے کے لئے امر خداوندی کے منتظر ہیں جسوقت انکو حکم ہوجاتا ہے وہ اپنی حس وحرکت مخفیہ
کو ظاہر کردیتے ہیں دور کیوں جاؤ خود اپنی ہی حالت کو نہ دیکھہ لو کہ تم ایک مُشت خاک تھے
اور اب زندہ ہوگئے اس سے معلوم ہوا کہ خاک میں صلاحیت حس وحرکت وحیات ہے
جب اوسمیں صلاحیت ہے اور یہ مشاہد ہے تو پھر اسکے حیات میں استبعاد کیوں جب
حیات ارض مستبعد نہیں تو بقیہ اجزاء عالم کو بھی اسی پر قیاس کرلو اور سمجہہ لو کہ انکی حیات بھی
مستبعد نہیں اور جبکہ انکی حیات مستبعد نہیں اور نصوص و مکاشفات اہل اللہ اسکو ثابت کرتے
ہیں تو انکار کی کون وجہ ہے پس ثابت ہوا کہ وہ تمہاری طرف سے مردہ ہیں اور حق سُبحانہ
کی طرف سے زندہ اور تمہاری طرف سے خاموش ہیں اور حق سُبحانہ کی طرف سے گویا۔
اور جبکہ وہ انکو ہماری طرف بہیجتا ہے یعنی انکو اظہار حس وحرکت کا حکم دیتا ہی تو انکی حرکت
وحس ظاہر ہوجاتی ہے اور لاٹھی اژدہا بنجاتی ہے پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح

خوش آواز بنجاتے ہیں لوہا اپنے اندر معرفت رکھتا ہے کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کو پہچانتا ہے کہ اسکے اندر موم بنجاتا ہے اور دوسرے ہاتھوں میں اپنی حالت پر رہتا ہے ہوا امر سلیمانی کو پہچانتی ہے کہ انکو باربرداری کا کام دیتی ہے اور دوسروں کو نہیں دیتی حجر موسیٰ علیہ السلام کی بات کو پہچانتا ہے کہ انکے لئے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتا چاند جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اشارہ کو سمجھتا ہے کہ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتا آگ ابراہیم علیہ السلام کو پہچانتی ہے کہ گلزار ہو جاتی ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتی زمین موسیٰ اور قارون کو پہچانتی ہے کہ انکے حکم سے انکو سانپ کی طرح نگلجاتی ہے استن حنانہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے کہ وہ ایک مناسب کام کرتا ہے کہ آپکے فراق میں روتا اور آپکی تسکین سے خاموش ہو جاتا ہے پتھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے کہ انکو سلام کرتا ہے پہاڑ یحییٰ علیہ السلام کو پہچانتا ہے کہ انکو پیام پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ میرے اوپر تشریف لائیے یہاں کفار آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکینگے غرض تمام اجزاء عالم حس و حرکت رکھتے ہیں اور رات دن تم سے کہتے ہیں کہ ہم سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں اور ہم بہت خوش ہیں لیکن تم نامحرم ہو اسلئے تمہارے سامنے خاموش ہیں واقعی بات بھی ہے کہ جب تم اپنی حرکات ناشایستہ سے جمادہونے جارہے ہو اور اپنی قوی مدرکہ کو معاصی سے روز بروز خراب کر رہے ہو تو تم ارواح جمادات کے محرم راز کیونکر ہو سکتے ہو اگر تم کو انکی حیات پر مطلع ہونیکی ضرورت ہے تو عالم جان کی طرف چلو اور اپنے قوی مدرکہ باطنہ کو امراض سے پاک کرو پھر اجزائے عالم کا شور سنو اسوقت تم کو جمادات کی تسبیح صاف طور پر معلوم ہوگی اور انکی تسبیح کے بارہ میں جو تم تاویلیں کرتے ہو انکا وسوسہ بھی تم کو نہ ہوگا چونکہ تم اپنی جان کے اندر نور حق سبحانہ نہیں رکھتے اسلئے معرفت جمادات کے لئے تم تاویلیں کرتے ہو اور کہتے ہو کہ معرفت جمادات کا دعویٰ ایک شرمناک خیال ہے بلکہ وہ آلہ معرفت حق سبحانہ ہیں اسلئے معرفت عارف کو انکی طرف مجازاً منسوب کر دیا گیا ہے کیونکہ انکی تسبیح سے تسبیح ظاہری مقصود نہیں انکی معرفت کا دعویٰ تو خیال باطل اور کھلی گمراہی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ دیکھنے والوں کا دیکھنا

۱۲۳

عبرت کے وقت تسبیح خواں بنتا ہے پس چونکہ وہ تم کو تسبیح یاد دلاتے ہیں اسلئے انکی دلالت
مثل گویائی کے سمجھی جاتی ہے اسلئے تسبیح کو انکی تسبیح کہا جاتا ہے یہ تاویل ہے معتزلہ کی
جو مبنی ہے اسپر کہ وہ صرف قال رکھتے ہیں اور نور حال نہیں رکھتے اور جو شخص اپنے اندر
نور حال نہیں رکھتا اسکی حالت نہایت قابل افسوس ہے کہ وہ جہل مرکب میں گرفتار رہتا
ہے اور اسکا منشا حواس جسمانیہ میں مشغول رہنا ہے جبتک آدمی حواس جسمانیہ کی مشغولی
کو چھوڑ کر حواس باطنیہ کی اصلاح نہیں کرتا اسوقت تک صوت غیبیہ سے ناواقف رہتا ہی
یہ گفتگو تو ختم بھی نہ ہوگی اسکو چھوڑو اور قصہ سنو وہ سپیرا اوس ستون اژدہے
کو بڑی مصیبت سے کھینچتا ہوا بغداد تک لایا اور چاہا کہ کسی چوراہے میں تماشہ کرے
بالآخر لب دریا اُس نے تماشہ کیا اور سارے شہر میں شور مچ گیا کہ ایک سپیرا اژدہا
لایا ہی اور نہایت حیرت انگیز اور عجیب شکار کیا ہے یہ سُنکر سیکڑوں احمق جمع ہوگئے اور
اپنی حماقت سے ہر ایک اسکا شکار ہو گیا ادہر وہ لوگ منتظر تھے کہ جلدی تماشا دکھلاے
ادہر وہ منتظر تھا کہ لوگ خوب اچھی طرح جمع ہو جائیں اور تماشائی لوگ اور زیادہ ہو جائیں کہ ۱۲۴
بھیک اور چندہ زیادہ ہو غرض کہ لاکھوں بیہودہ لوگ جمع ہوگئے اور سب اسکے گرد حلقہ
کئے ہوئے تھے لوگوں کی کثرت سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ پاؤں پر پاؤں رکھا ہوا تھا
سب کے سب اُسکو یوں گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کی بیلیں انگور کی ٹٹی کو یا جسطرح بت پرست
بتخانہ کو کثرت کے سبب مرد و عورت میں تمیز نہ تھی اور خاص و عام یوں ملے جلے جا رہے
تھے جیسے قیامت میں جب وہ ڈگڈگی بجاتا تھا تو لوگ ہاؤ ہو سے اپنے گلے پھاڑ رہے تھے
اور اژدہا جو کہ کڑاکے کے جاڑے سے ٹھٹرا ہوا تھا وہ سیکڑوں ٹاٹ اور پردوں میں دبا ہوا
تھا اوسنے مزید احتیاط یہ کی تھی کہ اسکو بڑے موٹے رسوں میں جکڑ رکھا تھا لوگوں کے
توقف اور انکے اتفاق و انتظار اور ہائے ہو اور بیحد چیخ پکار اور مخلوق کے غلو اور توقف اور
مجمع کے شان و شوکت میں آفتاب خوب گرم ہوگیا اور آفتاب گرم رفتار نے اژدہے کو خوب
گرم کردیا اور اسکے اعضا سے سرد خلطیں پگھل گئیں تعجب کی بات ہے کہ وہ مردہ اژدہا اب
زندہ ہوگیا اور اسنے حرکت شروع کی لوگ اس مرے ہوئے اژدہے کی حرکت سے نہایت

متحیر ہوئے اور حیرت سے چلانا شروع کیا کہ ارے یہ تو زندہ ہو گیا ارے یہ تو زندہ ہو گیا اور اسکی حرکت کو دیکھ کر سب بھاگ گئے وہ اژدہا اس شور سے گھبرا کر رسوں کو یوں توڑتا تھا وہ تڑاق تڑاق ٹوٹ کر ہر طرف جارہے تھے غرض کہ سب رسے ٹوٹ گئے اور اسکے نیچے سے وہ خبیث اژدہا شیر کی طرح غراتا ہوا نکلا بھاگنے میں بہت سی لوگ مر گئے اور گرنے اور مرنے والوں کے تودے لگ گئے مارے خوف کے سپیرا بھی وہیں سوکھ کر رہگیا اور خیال کیا کہ میں پہاڑوں اور جنگلوں سے کیا بلا اٹھا لایا دیکھو اس اندھی بھیڑ (سپیرے) نے بڑے (اژدہے) کو جگایا اور خود اپنی حماقت سے ملک الموت کے پنجے میں پھنسے کیونکہ اسنے اس سپیرے کو نگل لیا اور یہ کچھ بعید نہیں کیونکہ وہ تو حجاج بن یوسف کیطرح خونخوار تہا اور حجاج کے لئے خونخواری کو لنبا مشکل کام ہے جب وہ اسکو نگل چکا تو ایک ستون سے لپٹا اور زور کیا حتی کہ اسکے پیٹ کے اندر اس سپیرے کی ہڈیاں پسلیاں سب چور چور ہو گئیں اوسکے خوف سے شہر خالی ہو گیا اور وہ جنگل کی گرد اوڑاتا ہوا پہاڑونکی طرف چلدیا اب تم اس قصہ سے عبرت پکڑو اور سمجھو کہ نفس ایک اژدہا ہے جو ہنوز مرا نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے کا سامان نہ ہونے کے غم میں ٹھٹرا ہوا ہے اگر اسکو بھی فرعون کا سامان مل جاوے جسکے حکم سے رود نیل چلتا تہا تب وہ بھی فرعونیت کی عمارت قائم کرے اور سیکڑوں موسٰے و ہارون جیسے اہل اللہ کی رہزنی پر مستعد ہو جاوے اب جو وہ ایک معمولی کیڑا ہے اوسکی وجہ اوسکی محتاجی ہے اگر اسکو جاہ و مال ملجاوے تو وہ ہی فرعون بنجاوے اسلئے کہ جاہ و مال کے بدولت ایک مچھر سا کمزور شخص چراغ کی طرح قوی ہو سکتا ہے لہذا تم کو چاہیئے کہ تم اس اژدہائے نفس کو مفارقت خواہشات کی برف میں رکھو اور ہرگز اسکو اسکی خواہشات پورا کرکے گرمی نہ پہنچاؤ تا کہ وہ اژدہا ٹھٹرا ہی رہے کیونکہ اگر وہ بچ گیا تو تمہیں کھا ہی جاویگا پس اے شکست دیکر اپنی شکست سے بیخوف ہو جاؤ اور اسپر رحم نہ کرو اسلئے کہ وہ کسی ہمدردی کا مستحق نہیں کیونکہ جب تم اسکی ہمدردی کروگے تو خواہشات نفسانی کی آفتاب کی گرمی ظاہر ہوگی اور اسکے سبب ذلیل نفس جو نور حق سبحانہ کی تاب نہ لاتے کے سبب مثل خفاش ہے پر پرزے جھاڑ کر تیار ہوگا تم کو چاہیئے کہ مردوں کی طرح کہ اوسکو مجاہدہ اور جنگ کے میدان میں کھینچ لاؤ اللہ جل شانہ ان مشقتوں کے عوض تم کو دولت وصل سے کامیاب

125

کرینگے دیکھو جب وہ اژدھا کو کھینچ لایا تھا تو گرم ہوا میں وہ چاق چوبند ہو گیا تھا اور اسنے چاق چوبند ہو کر وہ فتنے برپا کیے جو تم سن چکے ہو بلکہ جسقدر ہم نے بیان کیا ہے اُس سے سوگونہ زائد یوں ہی اگر تمہارا نفس چاق و چوبند ہو گیا تو وہ فتنے برپا کریگا لہذا تم کو ضرور مجاہدات اور اسکے ساتھ جنگ کرنی چاہیئے اور تکالیف سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ تم یہ جانتے ہو کہ بلا مشقت و محنت اوسکو پابند و قار و وفا دیکھو لیکن ہر شخص کی یہ تمنا پوری نہیں ہوتی اژدہے کو کھینچنے اور اوسکو بلا مشقت منقاد کرنے کے لئے موسے جیسے لوگوں کی ضرورت ہے اونھوں نے اژدہے کو یوں مسخر کیا تھا کہ خود اسکے ضرر سے محفوظ رہے اور اسکو دشمنوں کی ہلاکی کا ذریعہ بنایا سو ہر شخص ایسا کہاں ہو سکتا ہے تم اس سپیرے سے عبرت پکڑو کہ اس کمبخت کے اژدہے نے کتنے لوگوں کو بہاگتے میں مار ڈالا اور طمع سے اپنے کو بھی برباد کیا بس نفس بھی زندہ ہو کر یہی حالت کریگا ختم شد واللہ اعلم بصحۃ القصۃ والاستنباطات۔

شرح شبیری

۱۲۶

ایک سپیرے کی حکایت کہ اُس نے ایک ٹھٹھرے ہوئے اژدھا کو مرا ہوا خیال کیا اور اسکو رسیوں میں لپیٹ کر اور باندھکر بغداد میں لایا۔

مارگیرے رفت سوئے کہسار تا بگیرد او بافسونہاش مار

یعنی ایک سپیرا کوہسار میں گیا تاکہ اپنے افسونوں سے سانپ پکڑے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ

گرگران وگر شتابندہ بود آنکہ جویندست یابندہ بود

یعنی خواہ کسلمند خواہ چست و چالاک (کوئی) ہو جو طالب ہے وہ یابندہ ہے مطلب یہ ہی کہ جو شخص جس کا طالب ہو اُسکو وہ شئے مل ہی جاتی ہے طلب اور لو کی ضرورت ہے طلب لگی رہے کبھی نہ کبھی مل ہی رہے گی۔

در طلب زن دائما تو ہر دو دست — کہ طلب در راہ نیکو رہبر ست

یعنی تم طلب میں دونوں ہاتھ لگاؤ اسلئے کہ طلب راہ میں اچھا رہبر ہے مطلب یہ کہ منجملہ اور شرائط راہ یابی کے ایک طلب بھی ہے اور یہ ایک اچھی شرط ہے کہ بے اسکے اور شرائط کارگر نہیں ہوتے تو چونکہ یہ شرط راہ یابی ہے اسلئے اسکو رہبر سے تعبیر کر دیا تو صرف طلب ہی رہبر نہیں ہے اور بغیر اسکے اور چیزیں بھی کارآمد نہیں ہیں۔

لنگ و لوک و خفتہ شکل و بی ادب — سوئے او مے غیژ و او را مے طلب

یعنی لنگڑا لولا اور خفتہ شکل بے ادب (جیسا بھی ہو) اسکی طرف گھٹنیوں سے چلتا رہ اور اسکو طلب کر مطلب یہ کہ تو کتنا ہی نکما کیوں نہ ہو اور طلب کتنی ہی کم کیوں نہ ہو مگر ہونی چاہیئے بس جب طلب ہو اور اسکی تلاش میں لگے رہو گے تو ایک دن پہونچ ہی جاؤ گے اگرچہ زیادہ دن میں ہی اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو شخص کنواں کھود رہے ہیں تو ایک تو ایک دن میں ایک ہاتھ کھودتا ہے اور دوسرا ایک بالشت کھودتا ہے تو جو ایک ہاتھ کھودتا ہے ظاہر ہے کہ جلدی کھودیگا اور جو ایک بالشت روزانہ کھودتا ہے وہ زیادہ دن میں کھودیگا مگر کھود وہ بھی لیگا اسیطرح جسکو طلب زیادہ ہے واصل الی الحق جلدی ہوگا اور جسکو کم ہے وہ ذرا دیر میں ہوگا مگر انشاء اللہ محروم وہ بھی نہ رہیگا بس طلب کرتے رہنا شرط ہے اے اللہ ہمیں استقامت و استدامت علی الطاعات نصیب فرما۔

١٢٧

گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ — بوئے کردن گیر ہر سو بوئے شہ

یعنی کبھی گفتگو سے اور کبھی خاموشی سے اور کبھی سونگھنے سے بوئے شہ کو حاصل کر مطلب یہ کہ جس طرح اور جس حالت میں بھی ہو اسکی طلب میں لگے رہو آگے طلب کی ایک مثال فرماتے ہیں

گفت آن یعقوب با اولاد خویش — جستن یوسف کنید از حد بیش

یعنی اون یعقوب علیہ السلام نے دیکھو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ یوسف کی حد سے زیادہ تلاش کرو اسطرح کہ۔

ہر حسے خود را درین جستن بجد　ہر طرف رانید شکل مستعد

یعنی اپنی ہر حس کو اس تلاش کرنے میں کوشش کے ساتھ ہر طرف مستعد کی طرح چلاؤ۔

گفت از روح خدا لاتیأسو　ہمچو گم کردہ پسر راسو بسو

یعنی انھوں نے فرمایا کہ رحمت حق سے نا اُمید مت ہو اور گم کردہ پسر کی طرح ادہر اُدہر چلو جاؤ مطلب یہ کہ اونھوں نے فرمایا کہ جسطرح کہ وہ شخص کہ جسکا لڑکا کھو جاوے اپنے بچے کو تلاش کیا کرتا ہے اسیطرح تم اپنے بھائی کو تلاش کرو اور رحمت حق سے نا امید مت ہو اور کہا تہا کہ ہر حس سے اوسکو تلاش کرو آگے اسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ۔

۱۲۸

از رہ حس دہاں پرسان شوید　روئے جاناں را بجان جویاں شوید

یعنی منہ کے راستہ سے تو پوچھو اور روئے جاناں کو جان (و دل) سے تلاش کرو مطلب یہ کہ منہ سے پوچھو اور دل سے تلاش کرو اسیطرح سالک کو چاہیئے کہ منہ سے تو راستہ شیخ سے پوچھے اور دل سے طلب میں لگا رہے اور اپنی یہ حالت کرلے کہ۔

پرس پرسان ہر دگانے جان دہید　گوش را بر چار راہ آن نہید

یعنی پوچھتے پوچھتے جان دے دو اس حال میں کہ تم مژدہ دئے گئے ہو اور کان کو اوس کی چار راہ پر رکھدو مطلب اس طرح سمجھو کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم

استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اسپر مستقیم ہوگئے تو ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور بشارت حاصل کرو اس جنت کی کہ جسکا تم وعدہ کئے جاتے تھے

(باقی آیندہ)

الحدیث انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا وقال علی رسلکما انہا صفیۃ متفق علیہ من حدیث صفیۃ

ف فیہ الاتقاء عن مواضع التہم وھی الامور التی تکون صورتہا صورۃ بعض المنکرات اما ما لم یکن کذلک فالتصدی لہ ھو الخوف عن الملامۃ الذی مدح علی ترکہ

حدیث مجکو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (یعنی شیطان) تمہارے قلب میں کوئی بری بات ڈالدے اور (اسلیئے) آپنے (اون دونوں صحابی سے) فرمایا تھا کہ ذرا ٹھہر جاؤ (پھر یہ فرمایا کہ) یہ بی بی (جو میرے پاس بیٹی تہیں) صفیہ تہیں (کوئی اجنبیہ نہ تہیں) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے صفیہ کی حدیث سے (خلاصہ واقعہ کا یہ ہے کہ آپ مسجد میں معتکف تھے حضرت صفیہ آپکی بی بی آپکی زیارت کو حاضر ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپنے پردہ کی وجہ سے اون دونوں سے فرمایا ٹھہر جاؤ یعنی یہاں پردہ ہے کبھی سامنا نہ ہو جاوے جب حضرت صفیہ چلی گئیں اون دونوں کو آنے کی اجازت ہوگئی اوسوقت آپنے فرمایا کہ یہ صفیہ تہیں اونہوں نے عرض کیا توبہ توبہ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شبہ ہو سکتا ہے آپنے فرمایا انی خشیت الخ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان کا وسوسہ ڈالدینا بعید نہیں خواہ اُس وسوسہ پر تم کاربند نہ ہوتے اِس لیئے میں نے اوس کا انسداد کر دیا) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہیئے اور یہ مواقع وہ امور ہیں جنکی ظاہری صورت بعض منکرات کی سی صورت ہو (جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مدافعت ضروری ہے) باقی جو امور ایسے نہ ہوں (گو عوام اونسیں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) اون کی فکر میں پڑنا (اور عوام کے شبہات کے دور کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے ترک پر مدح کیگئی ہے وقال تعالیٰ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ایسا خوف محمود نہیں)۔

الحدیث ان من احب الاعمال الی اللہ ادخال السرور علی المومن

حدیث۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (من وجہ) سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل سرور کا داخل کرنا ہے

الحديث الطبراني في الصغير والاوسط من حديث ابن عمر بسند ضعيف **ف** هو كالطبعي للقوم وله شرط ان لا يدخل في الشرور باداخال السرور كالذين سموا مشربهم بصلح الكل

مومن پر اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے

ف یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہے اور (قواعد شرعیہ سے) اسکی ایک شرط ہے وہ یہ کہ اس سرور کے داخل کرنے سے خود شرور (و معاصی) میں داخل نہو جاوے جیسا اُن لوگوں کا طریقہ ہے جنھوں نے اپنے مشرب کا لقب صلح کل رکھا ہے (کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تک نہیں کرتے کہ کسیکا جی برا نہ ہو گیا اونکو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا کہ لا تاخذکم بهما رأفة في دين الله)

۶۲ **الحديث** ان فلانة تصوم النهار وتقوم الليل وتوذي جيرانها فقال هي في النار احمد والحاكم من حديث ابي هريرة وقال صحيح الاسناد **ف** فيه شناعة ايذاء الناس بلا حق وتقدم المعاملات على العبادات۔

حدیث (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ) فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو بیدار رہتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو تکلیف بھی دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاویگی روایت کیا اسکو احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے **ف** اس میں اسکی شناعت ہے کہ لوگوں کو ناحق ایذا دی جاوے اور اسمیں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی مذکور ہے (یہ باب کس درجہ متروک ہو گیا ہے عملاً بھی تعلیماً بھی)

تقدم المعاملات على العبادات

تقدم بودن معاملات بر عبادات

كتاب آداب العزلة

الحديث عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة ليس له اصل في الحديث المرفوع وانما هو قول سفيان بن عيينة كذا رواه ابن الجوزي في مقدمة صفوة الصفوة **ف** هو اصل لتدوين احوال الصلحاء وقول تبع التابعي حجة في مثله

الحديث ان الله لا يمل حتى تملوا تقدم قلت لم اطلب موضعه رويت عن المشكوة رواية الشيخين عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذوا من الاعمال ما تطيقون فان الله لا يمل حتى تملوا **ف** فيه الحث على الاقتصاد في العمل لامكان المداومة

الحديث حديث كعب بن مالك قلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج الى سفر

کتاب آداب العزلة

حدیث۔ بزرگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے حدیث مرفوع میں اسکی کچھ اصل نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوہ کے مقدمہ میں روایت کیا ہے **ف** یہ اصل ہے بزرگوں کے حکایات جمع کرنے کی اور تبع تابعی کا قول ایسے امر میں حجۃ ہے

حدیث۔ اللہ تعالی نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤ گے یہ حدیث پہلے آچکی ہے۔ میں کہتا ہوں میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ مشکوۃ سے شیخین کی روایت حضرت عائشہ سے نقل کردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اوتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کر سکو کیونکہ اللہ تعالی نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤ گے **ف** اسمیں ترغیب ہے عمل میں توسط اختیار کرنے پر تاکہ مداومت ممکن ہو کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت کے

حدیث۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجز جمعرات وشنبہ کے اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لیجاتے تھے بزار نے صرف یوم الخمیس پر اکتفا کرکے اور خرج لعلی

نا اصل تدوین سیر الصلحاء
اصل بودن حکایات بزرگان

۶۳

نا الاقتصاد فی العمل
توسط در عمل

نا السفر فی الخمیس والسبت
سفر در پنجشنبہ و شنبہ

الا یوم الخمیس والسبت البزار مقتصرا علی یوم خمیسہا والخرائطی مقتصرا علی یوم السبت وکلاھما ضعیف الحدیث **ف** اصل لعادۃ اکثر الصلحاء من السفر فی ھذین الیومین والخمیس اثبت لورودہ فی الصحاح

صرف یوم سبت پر اکتفا کر کے اسکو روایت کیا ہے اور دونوں ضعیف الحدیث ہیں **ف** یہ اصل ہے اوسکی جو اکثر بزرگوں کا معمول ہے کہ ان دونوں دن میں سفر شروع کرتے ہیں۔ مگر خمیس زیادہ ثابت ہے چونکہ صحاح میں آیا ہے (بخاری میں اس حدیث کعب میں خمیس آیا ہے)

کتاب السماع

کتاب السّمَاع

۶۴

عذر صاحب الوجد

معذور بودن صاحب وجد

الحدیث حدیث ابی ہریرۃ ان عبدا ماکان فی بنی اسرائیل علی جبل فقال لامہ من خلق السماء فقالت اللہ الحدیث وفیہ ثم رمی نفسہ من الجبل فتقطع رواہ ابن حبان **ف** فیہ ان الواجد معذور ولو اھلک نفسہ فی غلبۃ الوجد فلا ینکر علیہ۔

حدیث۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ پر تھا اسنے اپنی ماں سے (کہ وہ بھی وہاں ہی تھی) پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا (یہ نہیں کہ وہ جانتا نہ تھا بلکہ اپنے محبوب کا نام سننے کیلئے پوچھا کہ سننے میں اور ہی لطف ہے) اوس نے کہا کہ اللہ نے (پیدا کیا) اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر اوس نے اپنے کو پہاڑ سے گرا دیا اور پاش پاش ہو گیا روایت کیا اسکو ابن حبان نے **ف** اِس سے معلوم ہوا کہ صاحب وجد معذور ہوتا ہے اگرچہ غلبہ میں اپنے کو ہلاک بھی کر ڈالے اُسپر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

(۴۱) خانصاحب نے فرمایا کہ میں نے اس قصہ کو بہت لوگوں سے سنا ہے لیکن کسی نے خواب دیکھنے والے کا نام نہیں لیا مگر جب میں نے مولوی ماجد علیصاحب اور مولوی احمد علی خیر آبادی سے اسکو بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ خواب مولوی فضل امام صاحب کا تھا۔ مولوی فضل امام صاحب نے خواب دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تشریف لائے ہیں اور مکان کے فلاں کمرے میں بیٹھے ہیں۔ اسکی تعبیر میں شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا کہ تم فوراً جاکر اپنا تمام سامان اوس کمرہ سے نکال لو اور اسکو بالکل خالی کردو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اسکے بعد وہ کمرہ فوراً گر گیا (جس سے تعبیر کا صحیح ہونا معلوم ہوگیا) مگر یہ سمجھہ میں نہیں آیا کہ اس خواب کی یہ تعبیر کیونکر ہوئی کیونکہ ہزاروں لوگ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری خواب میں دیکھتے ہیں اور کچھ بھی ضرر نہیں ہوتا آپ نے فرمایا کہ اسوقت بے اختیار یہ آیت ذہن میں آگئی تھی ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا۔

حاشیہ حکایت (۴۱) قولہ تو انھوں نے کہا **اقول** میں نے کسی ثقہ سے یہی نام سنا ہے مگر راوی یاد نہیں رہے **قولہ** اسکی تعبیر میں **اقول** میں نے ان راوی سے یہ بھی سُنا ہے کہ انھوں نے مولوی فضل حق صاحب کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں تعبیر پوچھنے بھیجا تھا **قولہ** یہ آیت ذہن میں آئی **اقول** عجب نہیں کہ شاہانہ لباس میں زیارت ہونا بیان کیا ہو اسپر یہ آیت ذہن میں آئی اور عام طور سے جو زیارت ہوتی ہے تو لباس انبیاء میں اور ہر تعبیر کا اطراد ضروری نہیں اس میں خصوصیات مقام کو دخل ہوتا ہے (**اشرف**)

(۴۲) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے پھوپھا کا انتقال ایک سو پانچ برس کی عمر میں ہوا ہے اور ۳۲ برس کی عمر میں انھوں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک کشتی بالکل پاخانہ سے بھری ہے اور اس کشتی کے کنارہ پر میں کھڑا ہوں اور اپنے پاؤں کی حرکت سے اس کشتی کو کنارہ کی طرف لیجا رہا ہوں مگر اپنے جسم اور کپڑوں کو نہایت احتیاط کیساتھ اس پاخانہ سے بچاتا ہوں اور بہت کچھ بچ گیا ہوں مگر کسیقدر پاخانہ پاؤں میں لگ گیا ہے

٤٩

اور شامیانہ تانا جا رہا تھا اس مقام پر ایک نیم تھا جسکی وجہ سے شامیانہ اچھی طرح نہ تنتا تھا بلکہ اسمیں جھول رہتا تھا۔ اتنے میں سید صاحب بھی مسجد میں سے تشریف لے آئے جب آپ نے یہ رنگ دیکھا تو کرتہ کو کمر سے باندھکر نیم پر چڑھ گئے اور نیم پر چڑھکر جو شامیانہ کو کھینچا تو شامیانہ بالکل ٹھیک تن گیا اور جھول بالکل نکل گیا۔ سید صاحب کی یہ دہج شاہ عبد القادر صاحب کو پسند آگئی اور انھوں نے شاہ عبد العزیز صاحب سے عرض کیا کہ سید احمد کو مجھے دیدیجئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ لیجاؤ اور سید صاحب سے کہدیا کہ میاں عبد القادر کے ساتھ جاؤ شاہ عبد القادر صاحب انکو اپنے پاس اکبری مسجد میں لے آئے اور ایک حجرہ میں رکھدیا اور اشغال کیلئے فرمایا کہ میری سہ دری کے پاس بیٹھ کر کیا کرو۔ سید صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور شاہ عبد القادر کے حکم کے مطابق ذکر و شغل کرتے رہے اور جو جگہ شاہ صاحب نے انکو بتادی تھی سید صاحب خواہ مینہ ہو یا آندھی یا دھوپ برابر اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے اور جبتک شاہ صاحب نہ کہتے تھے کہ اب یہاں سے اٹھ جاؤ اسوقت تک نہ اٹھتے تھے شاہ صاحب نے سید صاحب کو ڈہائی برس اپنی خدمت میں رکھا اور ڈہائی برس کے بعد انکو لیکر شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں آئے اور شاہ صاحب سے عرض کیا کہ سید احمد حاضر ہیں انکو بیعہ لیجئے یہ کہا لیجئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں عبد القادر تم جو کچھ کہتے ہو ٹہیک کہتے ہو اب انکو بیعت کی اجازت دیدو۔ شاہ عبد القادر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اجازت تو آپ ہی دیجئے اور ان سے آپ ہی کا سلسلہ چلیگا شاہ صاحب نے انکو بیعت کی اجازت دیدی۔

۵۰

حاشیہ حکایت (۵۴) قولہ سید صاحب سے کہدیا الخ اقول اگر شیخ مرید کو کسی کے سپرد کردے اوسکے ماننے میں ذرا تردد نہ کرے جیسا خود رایوں کی عادت ہے قولہ جبتک شاہ صاحب الخ اقول یہ ہے انقیاد شیخ کہاں ہیں وہ حضرات جو ان حضرات کو درویشی کا منکر اور بزرگوں کی شان میں بے ادب کہتے ہیں آئیں اور آنکھیں کھولکر دیکھیں (شت)

جب شاہ صاحب نے ان کا سلام سُنا تو بہت خوش ہوئے اور آپ نے حکم دیدیا کہ آئندہ سلام بطریق مسنون کیا جاوے اسی دفعہ میں سید صاحب شاہ صاحب سے بیعت ہوتے اور چھ روز قیام فرماکر تشریف لے گئے چھ مہینے کے بعد پھر آئے اور چھ مہینے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تربیت میں رہے اسکے بعد شاہ عبدالقادر صاحب نے ان کو شاہ صاحب سے مانگ لیا اور پورے ڈھائی برس اکبری مسجد میں اپنی خدمت میں رکھا جسکی تفصیل نمبر آئندہ میں آتی ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۴) **قولہ** اسکا رواج نہ تھا **اقول** غالباً مخالفت عامہ میں فتنہ کا خوف ہوگا بعد میں اسکو گوارا کرلیا ہوگا یا خوف کم ہوگیا ہوگا (**شت**)

(۴۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جب سید صاحب بیعت ہونے کے بعد دوسری مرتبہ بغرض تعلیم حاضر ہوتے ہیں تو شاہ صاحب نے انکو اس مسجد میں ٹھہرادیا جو انکے مدرسہ سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر واقع تھی جس میں شاہ صاحب اور طلبہ نماز پڑھا کرتے تھے اور تعلیم اشغال فرماکر حکم دیا کہ آٹھویں روز ہم سے ملا کرو اور تین شخصوں کو ان کی خدمت کے لئے مقرر کردیا اور کہدیا کہ جس چیز کی سید صاحب کو ضرورت ہو تم لوگ اسکا انتظام کردیا کرو اور ایک ٹھلیا اپنے پاس سے دی اور فرمایا کہ روزانہ اس ٹھلیا میں سید صاحب کے لئے جمنا سے پانی لایا کرو (یہ تین شخص جن کو شاہ صاحب نے مامور فرمایا تھا ایک سید حسن علی خانپوری تھے اور دوسرے قاری نسیم رامپوری اور تیسرے انکے چھوٹے بھائی جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا ان میں سے تیسرے صاحب کو میں نے بھی دیکھا ہے قاری نسیم مذکور اور انکے چھوٹے بھائی دونوں اتنے بزرگ تھے کہ لوگ مولوی مظفر حسین صاحب کے تقوی کو انکے تقوی سے تشبیہ دیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ مولوی مظفر حسین صاحب قاری نسیم اور انکے چھوٹے بھائی کا نمونہ ہیں) سید صاحب نے چھ مہینے تک تعلیم حاصل کی۔ چھ مہینے کے بعد شاہ صاحب کے خاندان میں کسی کے یہاں شادی کی تقریب ہوئی اس تقریب میں شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب تینوں بھائی موجود تھے

جب کشتی کنارہ پر آگئی تو میں اس میں سے کود گیا۔ اس خواب کو انھوں نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں بیان کیا شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم بہت جلد کسی اچھی ریاست میں نوکر ہو جاؤ گے اور اسکا پورا انتظام تمہارے متعلق ہوگا چنانچہ اسی سال پھوپھا صاحب مالاگڈھ کی ریاست میں نواب ولی داد خاں کے یہاں ملازم ہو گئے اور تابقدر ملازم رہے اور نہایت دیانت کے ساتھ کام کیا یہ واقعہ خود میرے پھوپھا نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۲) غالباً یہ تعبیر اسپر مبنی ہے کہ دنیا کی صورت مثالیہ یہ ہے اور اس سے دنیائے مباحہ کا حرام ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ پاخانہ سے ہر قسم کا انتفاع تو حرام نہیں ہے مثلاً کھیت ہی میں ڈالنا اوسکا جائز ہے اسیطرح دنیائے مباحہ سے انتفاع کے بھی قیود ہیں اور اصل اور مثال میں اتنا تناسب کافی ہے جو کہ بنا ہوتی ہے تعبیر کی (**ش ت**)

(۴۳) خانصاحب نے فرمایا کہ پھوپھا صاحب نے مذکورہ بالا اپنا خواب بیان کر کے فرمایا کہ ایک شخص اکثر یہ خواب دیکھتا تھا کہ میرے گھر میں چھپکلیاں لڑتی ہیں۔ اس خواب کو اس نے شاہ صاحب سے بیان کیا شاہ صاحب نے اس خواب کو سنکر فرمایا کہ تیری بیوی موئے زہار قینچی سے کترتی ہے اوس نے آکر اپنی بیوی سے دریافت کیا بیوی نے تصدیق کی۔

حاشیہ حکایت (۴۳) **قولہ** قینچی سے **اقول** مناسبت ظاہر ہے اور اس میں اس فعل کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں (**ش ت**)

(۴۴) خانصاحب نے فرمایا کہ ہندوستان میں السلام علیکم کا رواج بالکل متروک ہو گیا تھا حتی کہ شاہ صاحب کے خاندان میں بھی اسکا رواج نہ تھا اور جب وہ سلام کرتے تھے تو کہتے تھے عبدالقادر تسلیمات عرض کرتا ہے رفیع الدین تسلیمات عرض کرتا ہے سید صاحب پہلے پہل ولی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تو سب سے پہلے انھوں نے شاہ صاحب کو سلام کرتے ہوئے السلام علیکم کہا ہے

اکسیر حیات
سرتاج مقویات
معدہ کی حالت قابل رشک بنانیکے لئے اگر کوئی شے ہوسکتی ہے تو وہ یہی اکسیر حیات ہے اسکے ذریعہ
سیروں دودھ اور کئی چھٹانک گھی مکھن روزانہ آسانی سے ہضم ہوکر خون صالح پیدا کرتا ہے اور
بھوک قابل برداشت لگتی ہے تمام اعضاء رئیسہ قوی ہوکر چہرہ اور بدن پر سرخی اور فربہی آجاتی
ہے خوراک ایک رتی۔ فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک خرچہ پیکنگ ذمہ خریدار
ملنے کا پتہ :۔ حکیم سید عزیز الدین نصرتی چرتھاول ضلع مظفر نگر
جدید الطبع وعظ مسمی بہ
الباطن
یہ وہی وعظ چھپکر تیار ہوا ہے جسکی تلاش وتمنا اکثر حضرات کو تھی جسکا کیفیت کا نقشہ درج ذیل ہے۔
بیان الامرا ترجمہ تاریخ الخلفاء
مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی
اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس
پر منتقل ہوتی رہی اس میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات
درج کردئے ہیں۔ قیمت دو روپے۔ (عمار) خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (عہ)
المشتہر :۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

بطور انعام

ان صاحب کی خدمت میں بلا تامل پیش کیا جائے گا جو ہمارے دستخطی مصدقہ قرآن شریف میں کوئی غلطی نکالدینگے۔

مسلمانوں کے سامنے یہ کہنا کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام۔ اسلام کی جڑ۔ ایمان کی اصل ہے غیر ضروری ہے۔ البتہ غیر مسلم اقوام نے قرآن شریف دنیاوی منفعت کے لئے غلط سلط چھاپ چھاپ کر اسقدر عرض کرنے پر ضرور مجبور کر دیا ہے کہ ہمارا چھپوایا ہوا قرآن شریف معریٰ جو خوبیوں والے قرآن شریف کے نام سے موسوم ہے ہر حیثیت سے عمدہ اور خوب ہے۔ تقطیع موزوں۔ لکھائی دلفریب چھپائی دیدہ زیب۔ بچوں۔ بوڑھوں کے واسطے یکساں کارآمد۔ ان سب اُمور کے باوجود ہمارے دستخطی مصدقہ قرآن شریف کا ہدیہ نہایت مناسب ہے۔ مجلد چمڑہ دو روپے چار آنے۔ مجلد پارچہ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

نوٹ ضروری

ہمارے یہاں ہر قسم کے قرآن شریف۔ پارے۔ قاعدے نورانی بغدادی وغیرہ و نیز ہر قسم کی مذہبی دینی کتب خصوصاً کتب درسیات کا کافی ذخیرہ موجود رہتا ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہو طلب فرماویں۔

المشتہر

نصیر الدین ناظم کتب خانہ اختری خانی باغ سہارنپور

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہی کہ الہادی کے خریدارونکو کتب رعایت سے دینی چاہئیں لہذا اب ایک فہرست کتب شائع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہی کہ جو صاحب کتب طلب فرمادیں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمایش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کری یا کم از کم یہ تحریر فرمایا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیلئے بارعایت
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
... ...	عہ	۱۲ر
اخبار الزلزلة۔	ار	شہ
اخبار بنی۔	ار	شہ
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوتے ہیں وہ تمام تر شبہات و ر انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہی۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت۔ مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیونکی اصلاح۔	۱ر	شہ
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب و غریب نکتے۔	۳ر	۲ر

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیلئے بارعایت
الاقتصاد فی التقلید و الاجتہاد و تقلید شخصی و تقلید مطلق کیمتعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۳ر	۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام مین جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے معہ دو ضمیمہ۔	ار	شہ
اعمال قرآنی اسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گزران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم	ار	شہ
بہشتی زیور۔ اس مفید و مقبول عام		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہے ہر شخص پر آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہے۔ کہ یہ اصلاح عادات و آداب معاشرت و مسائل دینیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہے۔ خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہے اسکے گیارہ حصے ہیں اوّل کے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بےنظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہے دس حصے	عکہ	عمہ
بہشتی گوہر۔ گیارہواں حصہ	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین۔ دین کے چاروں جزء عقائد عبادات و اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم الحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جا بجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرمایا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کی ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	۱ر	۱ر
التکشف عن مہمات التصوف۔	للعہ	سے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۳ر	۳ر
جزاء الاعمال۔	۲ر	۲ر
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے۔	۲ر	۱ر
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	۱ر	۱ر
حقوق الاسلام اسمیں استاد پیر ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم محکوم۔ ہمسایہ مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱ر	۶ر
حق السماع سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	۱ر
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالے عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	لعہ
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں۔		
عیسے علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۲ر	لر
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱ر	لر
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیح میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص و برکات درج ہیں	۲ر	۱ر

نام کتاب	قیمت	[illegible]
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۴ر	۰۲ر
شجرہ طیبہ	۱ر	شر
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و فوائد عام فہم۔	۰۲ر	ـ۱ر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۱ر	شر
فتاوی اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل معہ دلائل و تحقیقات عجیب و غریب درج ہیں حصہ اول	۴ر	۰۳ر
ایضاً حصہ دوم	۶ر	۰۴ر
قصد السبیل۔ اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے کامیاب ہو سکتا ہے۔	۰۲ر	۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے۔ کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۲ر	۱۰ر
کمالات امدادیہ۔ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
انتباہات المفیدہ۔ علم کلام جدیدہ کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت و متانت سے دیئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے۔ تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے۔ فوراً اس کتاب سے حل کر لیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالے جواب حاصل ہو جائیگا خواہ کلیتہً یا جزءً۔ اسکی پوری تعریف احقر کا قلم نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے۔	عہر	۱۲ر
لب مثنوی۔ دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۴ر
المصالح العقلیہ حصہ اول۔	۹ر	۶ر
مجموعہ رسائل مفیدہ۔ اسمیں تین رسالے شامل ہیں۔ حفظ الایمان۔ خاتمہ بالخیر۔ سوال و جواب متعلق جسم مثالی و روح اعظم تجلی	۲ر	ـ۱ر
ملفوظات خیرت	۹ر	۸ر

سرورِ کائنات مفخرِ موجودات سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی معراج شریف کے متعلق ایک نہایت جامع رسالہ المسمیٰ بہ

تنویر السراج فی لیلۃ المعراج

از عمدۃ المحققین زبدۃ المفسرین حکیم الامۃ سراج الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مد فیوضہم

یہ رسالہ حضرت مولانا صاحب مدظلہم کی تازہ ترین تالیفات سے ہے۔ اور مولانا مدظلہم کی تصنیف کیمتعلق کچھ تعریف لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ایسی کتاب کی تعریف مختصر اشتہار میں ہو سکتی ہے اسلئے ناظرین کی اطلاع کیواسطے فقط مضامین رسالہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ اور باقی خوبیوں کا اندازہ اولاً تو مولف دام مجدہم کا نام نامی معلوم ہونیسے ہو گیا ہوگا اور ثانیاً مطالعہ سے معلوم ہوگی۔ رسالہ ہذا میں معراج نبوی کے مفصل واقعات حدیثیہ کے ساتھ ہی اس واقعہ معراج کے فوائد حکمیہ اور حکمیہ بھی بیان فرماتے ہیں اور آیت معراج کی تفسیر کرتے ہوئے چند عجیب و غریب تحقیقات اور چند مسائل ضروریہ اور چند اشکالات کے ایسے جواب تحریر فرمائے ہیں کہ انکو دیکھنے کے بعد معراج نبوی کے متعلق جملہ عقلی و نقلی شبہات کافور ہو جاتے ہیں اور سورۂ والنجم کی آیات متعلقہ معراج کی مفصل تفسیر درج ہے و نیز مثنوی مولانا روم کے اشعار متعلقہ معراج مع شرح موجود ہیں۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ معراج نبوی سے ہم مسلمانوں کو کیا سبق لینا چاہیئے۔ اور اخیر میں ایک قصیدہ مدحیہ بزبان عربی مع ترجمہ ملحق ہے یہ رسالہ مسلمانوں کے ہر طبقہ کیلئے نہایت مفید ہے اور لکھائی چھپائی نہایت نفیس کاغذ عمدہ تقطیع بہت موزون۔

قیمت صرف دس آنے (۱۰/) اور خریداران الہادی کے واسطے آٹھ آنے۔ (۸/)

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دھلی

مختصر پتہ

پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی